Dard yeh inhan laa do

by kcs

www.paksociety.com

ناولٹ

نزہت جبیں ضیا

درد یہ لا دوا نہیں جاناں

''نہیں نہیں یار! چھوڑوں گا نہیں پڑی رہے گی وہ بھی گھر میں ممّا جان کو اس کی خدمتوں کی عادت ہوگئی ہے اس کے لیے یہی محبت ہے کہ اس کے نام کے ساتھ میرا نام جڑا ہو وہ میرے نام سے منسوب رہے اور کیا چاہیے اسے اور سب سے بڑی بات.....

ظفر یاب خان کی گاڑی جیسے ہی 'پھول گلی' کی سمت مڑی۔ اُن کی سماعتوں میں طبلے کی گونج ڈھولک کی تھاپ کی آوازیں گونجنے لگیں۔ وہی مانوس آوازیں جو برسوں سے اُن کی سماعتوں کے کسی کونے میں محفوظ تھیں۔ گلاب اور چنبیلی کی مہک' میٹھے پان کی مخصوص الائچی و لاڈ ائقہ جوان کی زبان پر آج بھی محسوس ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری وہی' رنگینیاں' لہراتے آنچل سب کچھ..... سب کچھ آج بھی ویسا ہی لگتا تھا جیسے..... جیسے وہ برسوں پہلے چھوڑ گئے تھے۔ یہاں سے ناطہ توڑ کر..... اِن راستوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے الوداع کہہ کر وہ یہاں سے لوٹے تھے مگر..... آج..... آج..... بائیس سال..... بائیس سال بعد آج ایک بار پھر..... نہ جانے کیوں..... اُن کے قدم اسی منزل کی جانب اُٹھ گئے تھے۔ راستہ وہی تھا..... ماحول وہی تھا..... ظفر یاب خان بھی وہی تھے مگر..... اب حالات بدل چکے تھے۔ آج..... وہ تنہا تھے..... تب وہ اکیلے نہیں آئے تھے۔ تب ظفر یاب خان کے اندر اکتاہٹ تھی۔ بیزاری تھی' ناامیدی تھی۔

لیکن آج..... آج اُن کے اندر بے چینی تھی بے قراری تھی اضطراب تھا' تنہائی تھی آج وہ ڈپریشن کا شکار تھے۔ عمر کے بائیس قیمتی سال گزارنے کے بعد آج پھر..... وہی..... مقام اور اسی دروازے کی جانب..... اسی غلاظت کی طرف نہ چاہتے ہوئے بھی..... نہ جانے کیوں ان کے قدم 'ستارہ بائی' کے دروازے کی جانب اٹھنے لگے تھے اور ذہن ماضی کی جانب.....

جیسے ہی شام کی سرخی رات کی سیاہی میں بدلنے لگی۔ 'ستارہ بائی' کے ٹھکانے میں رنگینیاں پوری آب و تاب کے ساتھ ماحول کو خیرہ کر دینے کے لیے اتر آئی تھیں۔ ہال کے مخصوص حصے پر ستارہ بائی رنگین غالیچے پر بیٹھی تھیں۔ ان کے سامنے بڑا سا چاندی کا گول نقش پاندان رکھا تھا۔ پاندان کے ساتھ ہی گول چاندی کی خوبصورت ٹرے رکھی تھی۔ جس میں ستارہ بائی پان کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Downloaded From
paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

گلوریاں بنا کر چاندی کے ورق میں لپیٹ کر سجا رہی تھیں۔ ہال کے ساتھ بنے ہوئے کمروں میں بھی سجائی نوخیز لڑکیاں ستارہ بائی کے اشارے کی منتظر بیٹھی تھیں۔ دیوار کے ساتھ ساتھ خوب صورت قالین پر گاؤ تکیوں سے لگے شہر کے مقررین اور شرفاء بیٹھے تھے جو اس خوب صورت محفل کا لطف اٹھانے یہاں پر جمع ہو کر اپنی ناجائز کمائی ناجائز حرکتوں پر لٹانے کے لیے آئے تھے۔ ہال کے بیچ میں لڑکیاں گانے گا کر اور رقص کر کے آنے والوں کے دلوں کو خوش اور اُن کی آنکھوں کو تازگی دے کر اُن کو دعوتِ گناہ دے رہی تھیں۔ آنے والے تماش بین' معززین ان کی اداؤں پر سر دھن رہے تھے اپنی آنکھوں کو سیراب اور اپنی جیبوں کو ہلکا کر رہے تھے۔

ظفریاب خان خاندانی رئیس اور جدی پشتی امیر تھے۔ وہ آج پہلی بار اس بزم کا حصہ بنے تھے۔ اپنے جگری دوست فرقان احمد کے اصرار پر وہ یہاں آ تو گئے تھے مگر..... یہاں آ کر انہیں سخت کوفت ہو رہی تھی۔ یہ بے باکی' فحش اشارے بازیاں' مردوں کی حریص لڑکیوں کے جسموں پر پڑتی ہوئی نگاہیں' یہ سب اُن کے لیے قطعاً نیا اور ناقابل برداشت تھا۔ فرقان احمد بھی اُن جیسا ہی رئیس تھا مگر بگڑا ہوا تھا۔ وہ ایسے ماحول کا عادی تھا۔ کئی بار یہاں آ چکا تھا اس لیے وہ پوری طرح سے محظوظ ہو رہا تھا۔ ظفریاب بار بار پہلو بدل رہے تھے۔ اُن کی بیزاری اور اُکتاہٹ ستارہ بائی کی گھاگ نظروں سے پوشیدہ نہ تھی وہ تو پہلی نظر میں مرد کو بھانپ لیتی تھیں۔ اُن کو اندازہ تھا کہ فرقان احمد کے ساتھ آنے والا معمولی آدمی نہیں ہے۔

ظفریاب دو تین بار فرقان کو واپس چلنے کا کہہ چکے تھے مگر فرقان احمد تو گائیکا کی مدھر آواز میں غرق تھا۔

''او کے فرقان تم یہاں بیٹھو میں جا رہا ہوں۔'' ظفریاب نے اٹھتے ہوئے فرقان احمد کے کان میں کہا اور جانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور جیسے ہی رخ بیرونی دروازے کی جانب کیا یکدم ہی ماحول پر مکمل سکوت چھا گیا۔ مغنیہ کی آواز تھم گئی فضا میں پائل کی چھم چھم گونجی نہ چاہتے ہوئے بھی ظفریاب نے پلٹ کر آواز کی سمت دیکھا۔ ایسے لگا جیسے پورے ماحول کو کسی نے اپنی مدھر آواز کے سحر میں جکڑ ڈالا ہو۔

کیا ہے پیار جسے ہم نے زندگی کی طرح
وہ آشنا بھی ملا ہم سے اجنبی کی طرح
ستم تو دیکھیے وہ بھی نہ بن سکا اپنا
ستم.....
قبول ہم نے کیے جس کے غم خوشی کی طرح
وہ.....

ظفریاب خان کی نظریں اٹھیں تو پلکیں جھپکنا بھول گئیں اندرونی حصے سے ہال میں آنے کے لیے چمکتی موتیوں کی لڑیوں کے درمیان کھڑی وہ کم عمر اور نازک اندام حسینہ جس کی آواز نے کانوں میں امرت تو گھولا ہی تھا۔ ساتھ ساتھ اُس کا مکمل اور ملکوتی حسن نگاہوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ سفید لمبی گھیر والی فراک جس پر گولڈن نگینوں اور موتیوں کا بھاری کام تھا جس پر چوڑی دار گولڈن پاجامہ گولڈن اور سفید دوپٹہ سر پر ڈالے۔ کانوں میں ننھے ننھے گولڈن جھمکے کی چمک اس کے گالوں کو روشن کر رہی تھی۔ ہاتھوں میں گولڈن کانچ کی چوڑیاں خوبصورت سفید اور مخروطی انگلیوں میں چمکتی انگوٹھیاں' نرم و نازک ریشمی پاؤں میں گولڈن گھنگھرو والی نازک پازیب' ایک ادا سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اُس نے ہاتھوں کو اٹھایا اور سیدھا ہاتھ ماتھے پر رکھ کر آداب کیا۔ ظفریاب کی آنکھیں اس کے خوبصورت سفید ہاتھوں کے پیچھے سے چمکتے چہرے پر ٹک گئیں بڑی بڑی براؤن آنکھیں' اس پر جھکی لمبی کالی سیاہ پلکیں' گلابی گال' گلاب کی نازک پنکھڑیوں جیسے تراشیدہ ہونٹ' ستواں ناک اور ناک میں چمکتی ہیرے کی ننھی سی لونگ اور اس سے نکلتی شعاعیں جس نے اس پری وش کے چہرے کو جادوئی حسن بخشا تھا۔ قدرت کا ایسا مکمل شاہکار..... اتنا دلکش سراپا' ایسا ملکوتی حسن..... وہاں پر موجود ہر شخص کے لیے باعث توجہ تھا۔

''آؤ..... آؤ..... اُجالا.....'' ستارہ بائی نے ایک نظر ہال میں موجود تمام لوگوں پر ڈالی اور خاص طور پر ظفریاب کو دیکھا جو ان تمام لوگوں میں سب سے الگ اور منفرد نظر آ رہے تھے۔ جن کے لباس' گھڑی' گلے میں پڑی بھاری چین اور انگوٹھیوں سے ستارہ بائی جیسی عورت مرعوب ہو چکی تھی۔

''یہ ہماری بزم کی نئی بچی ہے' ہماری محفل کی جان۔'' ستارہ بائی نے دوبارہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''واہ..... کیا چیز ہے..... ایسی پری..... چشم بدور' صدقے کیا جوانی ہے؟'' چاروں طرف سے مختلف آوازیں آنے لگیں۔ اُجالا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آگے آ رہی تھی فرقان احمد نے ظفریاب کا ہاتھ پکڑ کر دبایا تو وہ چونکے اور دوبارہ بیٹھ گئے۔ ہال کے درمیان مخصوص جگہ پر اُجالا آ کر بیٹھ گئی اس کی خوبصورت آواز ایک بار پھر فضا میں بکھر گئی۔ اس کی آواز میں درد تھا' سوز تھا' محرومی اور کرب تھا گاتے ہوئے ایک دو بار اس کی نگاہ اوپر اٹھی ظفریاب نے اس کی آنکھوں میں بے بسی دیکھی۔ اس کی پُرسوز آواز سے ماحول پر مکمل سکوت چھا گیا۔ اس کے اوپر چاروں جانب سے نوٹوں کی برسات ہونے لگی۔ ظفریاب بھی اس پر پیسے لٹانے لگے۔

''اچھا لگا ناں یہاں آ کر.....'' گاڑی اسٹارٹ کرتے کرتے فرقان احمد نے پلٹ کر ظفریاب کی جانب دیکھا۔

''فرقان یار مجھے یہ سب کچھ واقعی بالکل اچھا نہیں لگتا..... مگر.....''

''مگر کیا؟'' فرقان نے پلٹ کر پوچھا۔

''اتنا مکمل اور پُرسوز حسن' ایسی دل نشین آواز..... یار یہ پہلی بار دیکھا ہے۔ اُجالا..... جتنی حسین ہے اس کی آواز اتنی ہی پُرسوز اور دل کو چھو لینے والی ہے۔'' ظفریاب مکمل طور پر اس کی آواز کے سحر میں ڈوب چکے تھے۔

''ارے میری جان! تُو نے دیکھا ہی کیا ہے؟ ایک لڑکی کو لے کر تو سمجھتا ہے ساری دنیا ختم ہو گئی ہے سب کچھ ختم ہو گیا۔ تُو نے کبھی کہیں اور دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی مشرقی مرد کی طرح ایک کو لے کر بچپن سے آج تک اس کے خواب دیکھتا رہا۔ اس کو سوچتا' اس کے لیے جیتا رہا' دنیا بہت حسین ہے میرے بھائی۔ میں کون سا تجھے اُلٹا سیدھا کرنے کو کہتا ہوں۔ بس کبھی کبھار یہاں آ کر خود کو فریش کر لیا کر آنکھوں کو بھی اور دل کو بھی۔'' فرقان نے شرارت سے کہہ کر آنکھ دبائی تو ظفریاب بنا جواب دیے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگے۔

ظفریاب خان خاندانی لحاظ سے نواب فیملی سے تھے۔ لاکھوں کی جائیداد کے تنہا اور اکلوتے وارث والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ بڑا سا کاروبار تھا جس کو والد کے دوست ولایت صاحب کی زیر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سرپرستی وہ خود چلاتے تھے۔ ظفریاب کے تایا سکندر یاب خان کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ اُن کی اکلوتی بیٹی اُلفت آراء جو ظفریاب سے چار سال چھوٹی تھی۔ ظفریاب کو بچپن سے ہی گڑیا جیسی اُلفت بہت اچھی لگتی تھی اُلفت کو بھی ظفریاب اچھا لگتا تھا۔

بچپن سے ساتھ ساتھ رہتے ایک دوسرے کا خیال رکھتے رکھتے وقت کے ساتھ ساتھ آپس میں دونوں کو ایک دوسرے سے محبت ہوگئی یوں حشمت آراء اور سطوت آراء جو دیورانی جٹھانی ہونے کے ساتھ ساتھ بہنیں بھی تھیں دونوں کا رشتہ طے کر دیا۔ ظفریاب فطرتاً نرم خو اور مصالحت پسند تھے۔ بے تحاشہ پیسے اور لاکھ اکلوتے ہونے کے باوجود غرور یا تکبر نہ تھا جبکہ اُلفت فطرتاً ضدی' من مانی کرنے والی اور خود مختار تھی۔ دونوں کے گھروں میں زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ اس لیے اکثر ایک دوسرے کے گھر آجاتے۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بہت ساری باتیں کرتے' مستقبل کی پلاننگ کرتے دونوں مائیں اپنے اپنے بچوں کو دیکھ جیتی تھیں۔ اسی طرح بچپن سے جوانی آگئی۔ پڑھائی بھی چلتی رہی ظفریاب کو اسٹڈیز کے لیے باہر جانے کا چانس مل گیا تب اُلفت نے میٹرک کیا تھا۔ شادی میں ابھی ٹائم تھا اس لیے حشمت آراء نے اُسے روکا نہیں اور وہ پڑھائی کی غرض سے آسٹریلیا چلا گیا۔ کوئی دن ایسا نہ تھا جب وہ اُلفت سے بات نہ کرتا کم از کم چار سال تو اس نے باہر ہی گزارنے تھے۔

اُدھر اُلفت کالج میں آئی تو مزید آزاد ہوگئی۔ سطوت آراء اس سے بہت پیار کرتی تھیں۔ آگے پیچھے ہونے والے بچے جانبر نہ ہو سکے اس لیے وہ اُلفت کی ذرا سی تکلیف پر تڑپ جاتیں اس کی کوئی خواہش' کوئی بات رد نہ کرتیں۔ مالی لحاظ سے کوئی پریشانی تو تھی نہیں سکندر یاب خان کا اپنا ذاتی کاروبار تھا جو اب سطوت آراء کے بھائی نے ایمانداری سے سنبھال رکھا تھا۔

ظفریاب تعلیم مکمل کر کے آیا تب تک اُلفت نے گریجویشن کر لیا تھا۔ دونوں بہنوں کا ارادہ تھا کہ اب ظفریاب اور الفت کی شادی کر دی جائے۔

مگر الفت نے بیچ ڈال دی کہ اس نے ماسٹرز کرنا ہے۔

''کوئی ضرورت نہیں اب مزید پڑھنے کی' تمہیں کون سا وہاں جا کر نوکری کرنی ہے بس شادی کرو اور گھر سنبھالو۔'' سطوت آراء نے سختی سے انکار کر دیا۔ مگر الفت نے تو ضد پکڑ لی۔

''ظفریاب! کیا تم مما جان سے میرے ایڈمیشن کی بات نہیں کرو گے؟'' الفت نے ظفریاب کا سہارا لیا۔

''سچ پوچھو تو اُلفت میرا بس چلے تو ابھی تم کو اُٹھا کر لے جاؤں اور شادی کر لوں مگر..... تمہاری خواہش ہے تو چلو تم پڑھ لو اور ایڈمیشن لے لو۔'' ظفریاب نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے محبت پاش لہجے میں کہا۔

''اوہ تھینکس جانو آئی لو یو۔'' اُلفت بچوں کی طرح خوش ہوگئی۔

''آئی لو یو ٹو میری جان۔'' ظفریاب نے اُس کا ماتھا چوم کر کہا اسے وہ لڑکی دل و جان سے زیادہ عزیز تھی اس کی خوشی کی خاطر ظفریاب مزید دو سال کی دوری برداشت کرنے کو تیار ہوگیا۔

الفت یونیورسٹی گئی تو اُس میں واضح تبدیلیاں آگئیں۔ پہلے سر سے چادر اتری اور پھر..... چادر کی جگہ صرف دوپٹے نے لے لی۔ کپڑوں کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تراش اور فیشنگ پر خصوصی توجہ دینے لگی۔

''اُلفت! تم نے چادر کس کی مرضی سے اُتاری ہے؟ یوں صرف دوپٹے میں آنے جانے لگی ہو۔ ہمیں یہ سب اچھا نہیں لگتا اور قمیض دیکھی ہے اپنی..... اتنی چست ہے..... چلو جاؤ جا کر سر پر چادر لے کر پھر یونیورسٹی جانا۔'' اس روز اُسے جدید فیشن کے کپڑوں پر چھوٹا سا جارجٹ کا دوپٹہ ڈال کر تیار ہوتے دیکھ کر سطوت آراء نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

''اوہ مما جان! کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ میری ساری فرینڈز ایسے ہی یونیورسٹی آتی ہیں اور کبھی..... کبھی تو بغیر دوپٹے کے بھی آجاتی ہیں۔ میں نے چادر ہی اُتاری ہے۔ دوپٹہ تو نہیں اتارا ناں؟'' چائے کا خالی کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے الفت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''واہ جی واہ! بہت اچھی بات ہے تمہاری دوستوں کی؟ بی بی اُن کی مائیں اندھی ہوں گی یا بے غیرت..... نہ میں ابھی اندھی ہوئی اور نہ ہی اتنی بے غیرت کے تمہیں اُن جیسا بننے کے لیے چھوڑ دوں۔'' اس بار سطوت آراء کے لہجے میں تلخی کے ساتھ غصہ بھی تھا۔

''ارے مما جان! ڈونٹ وری اب میں ایسی بھی نہیں ہوں آپ کیوں ناراض ہوتی ہیں؟''

''اچھا! میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے او کے بائے۔'' قریب آ کر الفت نے لاڈ سے سطوت آراء کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا اور پھر اپنا بیگ اُٹھا کر باہر کی جانب چل دی سطوت آراء اُسے دیکھتی رہ گئیں۔

ظفریاب کو جب ٹائم ملتا وہ چکر ضرور لگا لیتا۔ ویسے میسجز پر تو بات کرتا رہتا۔ اُلفت بھی ایک ایک بات اُس سے شیئر کرتی۔ ظفریاب کو اچھا لگتا جب وہ چھوٹی چھوٹی باتیں اُسے بتاتی چھوٹی چھوٹی بات پہلے اس کے گوش گزار کرتی۔ مگر چند دنوں سے اُس میں تھوڑی سی تبدیلی آئی تھی۔ حشمت آراء کی طبیعت کچھ ناساز تھی سطوت آراء اور الفت انہیں دیکھنے کے لیے آئے تھے۔

''ہائیں یہ کیا..... تم نے بال کٹوا لیے؟''

حشمت آراء کے پاس بیٹھے ظفریاب نے جب الفت کو جدید انداز سے سیٹ کیے گئے شولڈر تک بالوں کو دیکھا تو اُسے بری طرح دھچکا لگا۔ سیاہ لمبے گھنے اور چمکیلے بالوں سے تو ظفریاب کو عشق تھا جب وہ نہا کر اپنے گیلے بال سلجھا کر اپنی کمر پر پھیلاتی تو ظفریاب اس کے حسین بالوں کو دیکھتا رہ جاتا۔

''ہائے جانے کب مجھے ان حسین بالوں میں منہ چھپا کر سونے کا موقع ملے گا۔'' وہ دل پر ہاتھ رکھ کر محبت کی شدتوں کے ساتھ اُس کے کان میں گنگناتا۔ اُلفت کھلکھلا کر ہنس پڑتی اور ظفریاب کی نگاہ اس کے بالوں سے ہٹ کر اس کے سرخ گالوں پر پڑتے ڈمپل سے اُلجھ جاتی۔

''کیوں اچھے نہیں لگ رہے؟'' ایک ادا سے جھٹکا دے کر بالوں کو شولڈر پر پھیلا کر سوال کیا تو ظفریاب چونکا۔

''اچھے لگ رہے ہیں مگر..... مجھے تمہارے لمبے بال ہی اچھے لگتے تھے۔ مجھ سے ہر بات پوچھتی ہو' بتاتی ہو' کم از کم مجھے بتا دیتیں کٹوانے سے پہلے۔'' اس بار ظفریاب کے لہجے میں شکوہ تھا۔

''سوری ظفریاب! اصل میں، میں فرینڈز کے ساتھ بیوٹی پارلر گئی تھی۔ اس کی ہیئر کٹنگ مجھے اچھی لگی تو میں نے کروالی۔'' اُلفت نے صفائی پیش کی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اٹس اوکے!'' ظفریاب آہستگی سے بولا۔ اُسے تو بس الفت کی خوشی عزیز تھی۔

الفت کا لاسٹ سیمسٹر ہونے والا تھا۔ اس کے بعد ظفریاب اور الفت کی شادی ہو جانی تھی۔ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ حشمت آراء اور سطوت آراء تیاریاں کر رہی تھیں۔ حشمت آراء کے ساتھ برسوں پرانی ملازمہ سکینہ تھیں جو گھر کے فرد کی حیثیت اختیار کر چکی تھیں۔ ادھر شادی کی تیاریوں میں تیزی آئی اُدھر الفت کے رویے میں ظفریاب نے تبدیلی محسوس کی۔ اکثر و ظفریاب کے میسج کا جواب نہیں دیتی کال ریسیو نہ کرتی۔ ظفریاب گلہ کرتا تو پڑھائی کی ٹینشن اور سمسٹر کی تیاری کا کہہ کر اُسے مطمئن کر دیتی۔

اللہ اللہ کر کے سمسٹر ختم ہوئے ظفریاب نے سکون کی سانس لی۔ اسی شام آفس سے سیدھا الفت سے ملنے چلا آیا۔

''آؤ آؤ بیٹا! کافی دنوں بعد آئے حشمت آپا کو بھی لے آتے۔'' سطوت آراء نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''خالہ جان! میں آفس سے آیا ہوں اور الفت پڑھائی میں مصروف تھی اس لیے اسے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ ویسے وہ ہے کہاں؟'' ظفریاب نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

''ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ اپنی فرینڈز کے ساتھ باہر گئی ہے۔'' سطوت آراء نے کہا۔

''اچھا.....'' ظفریاب نے حیرت سے کہا وہ تو سمجھ رہا تھا کہ الفت سو رہی ہوگی تب ہی میسجز کا ریپلائی نہیں کیا۔

''اچھا خالہ جان میں چلتا ہوں۔'' ظفریاب کچھ دیر بعد وہاں سے اٹھ گیا۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ الفت نے جواب کیوں نہیں دیا۔ گاڑی لے کر وہ بازار کی طرف آ گیا۔ حشمت آراء کی کچھ دوائیاں لینی تھیں۔ گاڑی سے اُتر کر اس نے ڈور بند کرتے کرتے سامنے نگاہ اٹھائی۔ آنکھیں پھیل کر ساکت ہو گئیں۔

''الف..... وہ الفت ہی تھی۔ کسی غیر مرد کے ساتھ گاڑی کی اگلی سیٹ پر بیٹھی ہنستی مسکراتی اور پُرسکون..... اور..... آدمی نے پھول بیچنے والے بچے سے گجرے لے کر اسے اپنے ہاتھوں سے پہنائے۔ الفت نے بے خود ہو کر اپنا سر آدمی کے کاندھے پر ٹکا دیا اور..... اور..... آدمی نے اس کے سر پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔

''اُف..... اُف.....'' ظفریاب کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ یہ بے ہودگی' یہ وارفتگی' یہ انداز..... ایک غیر مرد کے ساتھ..... اس کی ہونے والی بیوی تھی۔ اس کی چاہت..... ظفریاب کے سارے بدن میں سنسناہٹ ہو رہی تھی۔ دل چاہا جا کر الفت کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر گاڑی سے نکالے اور اس مرد کو..... اس مرد..... کو گولی سے اڑا دے..... وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھونے لگا تھا۔ اتنی دیر میں وہ گاڑی زن سے نکل کر گاڑیوں کے اژدھام میں کھو گئی۔ قبل اس کے ظفریاب سنبھلتا اور اس گاڑی کا پیچھا کرتا وہ نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ ظفریاب نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

''یہ..... کیسا منظر تھا؟'' کیسا لمحہ تھا جب اس نے یہ سب کچھ دیکھا۔ اپنے گھر جانے کی بجائے اس نے سطوت آراء کے گھر کی جانب گاڑی موڑ لی۔

''اُلفت..... اُلفت.....'' چیختا ہوا وہ گھر میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

داخل ہوا۔ اور دندناتا ہوا سطوت آراء کے کمرے کی جانب آیا جہاں بیٹھ کر الفت اپنی سینڈلز اُتار رہی تھی۔

''کہاں سے آرہی ہو تم آوارہ گردی کر کے.....؟'' آتے ہی چلا کر الفت کو مخاطب کیا۔

''ظفریاب دماغ خراب ہوگیا ہے کیا؟ یہ کیا بک رہے ہو؟'' سطوت آراء کو بھانجے کا انداز انتہائی ناگوار گزرا۔

''یہ تو آپ اپنی اس لاڈلی سے پوچھیں جو نہ صرف میری بلکہ آپ کی آنکھوں میں بھی دھول جھونک رہی ہے۔ آپ کے اعتماد کو بھی ٹھیس پہنچا رہی ہے۔''

ظفریاب نے پلٹ کر زہر خند لہجے میں خالہ کو مخاطب کیا۔

''کیوں کیا کیا ہے اس نے؟''

''مما جان! یہ بکواس کر رہے ہیں۔'' الفت نے زہریلی نظر ظفریاب پر ڈال کر بدتمیزی سے کہا۔

''بکواس کر رہا ہوں میں..... ہاں..... میں بکواس کر رہا ہوں..... اور..... تم..... تم..... جو فحاشی پھیلا رہی ہو۔ سرعام اوچھی اور ناشائستہ حرکتیں کر رہی ہو۔ غیر مرد کے ساتھ پھر رے اڑا رہی ہو..... میرے نام کے ساتھ منسوب ہونے کے باوجود کسی اور مرد کے ساتھ اخلاقی حدیں پار کر رہی ہو..... وہ..... وہ سب کیا ہے؟ تمہاری شرافت؟''

''نیک نامی اور..... تمہاری سچائی.....؟ بولو..... جواب دو.....'' ظفریاب غصے سے کانپ رہا تھا۔ الفت سمجھ چکی تھی کہ وہ سب کچھ دیکھ چکا ہے اب کچھ چھپانا فضول تھا۔

''ہاں..... ہاں وہ میری محبت ہے اور میں اس کے ساتھ تھی..... اور..... اچھا ہوگیا کہ تم نے خود دیکھ لیا اور میرے لیے آسانی پیدا کر دی۔ اور یہ بات اپنے دل اور دماغ سے نکال دو کہ میں تم سے منسوب ہوں۔ تمہاری ہونے والی بیوی ہوں۔ یا مجھ پر تمہارا کوئی حق ہے۔ کیوں کہ..... میں نے فراست سے نکاح کر لیا ہے۔ اور اب تم سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔''

اُف کس قدر سفاکی' بے رحمی' ڈھٹائی اور بے غیرتی سے الفت نے اعتراف کر لیا تھا۔

''ک..... کیا..... کیا کہہ رہی ہو تم؟ الفت تم..... پاگل ہوگئی ہو کیا؟ الفت ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے صرف تمہارے ساتھ جینے مرنے کے خواب دیکھے ہیں بچپن سے لے کر آج تک..... صرف اور صرف تمہیں چاہا ہے۔ تم ایسا کس طرح کر سکتی ہو..... پلیز..... کہہ دو یہ مذاق ہے۔ جھوٹ ہے۔ اتنا بڑا مذاق..... اتنا جان لیوا..... بھیانک مذاق مت کرو مجھ سے..... میں..... برداشت نہیں کر پاؤں گا۔''

ظفریاب کے لہجے میں غصے کی جگہ نرمی اور لجاجت آگئی تھی۔ یہ سب کچھ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا الفت یوں اتنا بڑا قدم اٹھا لے گی۔

''ظفریاب خان! یہی سچائی ہے میں دو سال سے فراست کو جانتی ہوں میری فرینڈ کے کزن ہیں اور میرے آئیڈیل بھی اس لیے اس حقیقت کو تسلیم کر لیں اور آئندہ مجھ سے کوئی رابطہ کرنے کی کوشش مت کریں۔'' کتنی بے رحمی سے فیصلے پر فیصلہ سنا رہی تھی۔

''الفت..... الفت..... تو نے یہ کیا کیا..... نا ہنجار لڑکی ہمارے اعتماد کی' اعتبار کی یوں دھجیاں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بکھیر دی تُو نے..... ہمیں اپنی ہی نظروں میں ذلیل کر دیا..... کیوں کیا..... کیوں کیا ایسا؟''
سطوت آراء جو دم بخود آنکھیں پھاڑے سب کچھ سن رہی تھیں اچانک سے اٹھیں اور الفت پر تھپڑوں کی بارش کرتے ہوئے روتے ہوئے چلا چلا کر سوال کر رہی تھیں اور الفت مضبوط چٹان کی طرح کھڑی تھی۔ کسی قسم کی ندامت' شرمندگی کا شائبہ تک نہ تھا۔

اب سوال جواب کی گنجائش ہی کہاں تھی۔ تاویلیں..... دلائل' اعتراضات' وجوہات سب کچھ بے معنی ہو کر رہ گئے تھے۔ اگر مگر کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ بچی تھی کوئی راستہ کوئی صورت' کوئی امکان..... کچھ بھی تو نہیں تھا سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔ اس گز بھر کی لڑکی نے چھ فٹ کے مضبوط مرد کو ریزہ ریزہ کر ڈالا تھا۔ اُن کی حیثیت کو دو کوڑی کا بنا کر مٹی میں ملا دیا تھا۔ ظفریاب نے دھندلائی آنکھوں سے آخری بار اس سفاک لڑکی کے مضبوط چہرے کو دیکھا اور لڑکھڑاتے قدموں سے دروازے سے نکل کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس گھر اور گھر والوں کی زندگی سے نکلتے چلے گئے۔

اُن کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔ ذہنی طور پر بری طرح بکھر چکے تھے۔ دل بھر آ رہا تھا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔ نہ جانے کیسے وہ گاڑی ڈرائیو کر کے گھر تک پہنچے اور ماں کی گود میں سر رکھ کر بری طرح بکھر گئے۔ دل کا درد آنکھوں کے راستے بہہ بہہ کر ماں کی شفیق بازوؤں میں بکھرتا گیا۔

''میری جان! میرے بچے خیر تو ہے ناں؟ کیا ہو گیا؟ ارے میرا کلیجہ منہ کو آ رہا ہے' ہوا کیا ہے؟ مجھے بتاؤ تو سہی۔'' ظفریاب کی حالت پر وہ تڑپ کر انہیں جھنجھوڑنے لگیں اور جب اُن کو حقیقت کا علم ہوا تو اُن کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ غصے سے دماغ پھٹنے لگا۔

''میں ابھی جا کر خبر لیتی ہوں اس ناہنجار لڑکی کی..... اُس نے کیا سوچ کر یہ قدم اٹھایا۔ ناک کٹوا کر رکھ دی..... ہم اتنے گرے پڑے تو نہیں کہ گز بھر کی لڑکی کے آگے بے بس ہو جائیں۔''

''مما جان! اب ان باتوں کا کوئی فائدہ ہے اور نہ ضرورت..... الفت آراء ہماری زندگیوں سے دور..... بہت دور جا چکی ہیں۔ ہمیں ٹھکرا دیا ہے..... میری کوئی اہمیت نہ رہی۔ میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں رہا۔ اس نے مجھے میری نظروں میں گرا دیا ہے مما جان..... میں..... اس کے قابل نہیں۔'' ظفریاب نے ہاتھ اُٹھا کر ماں کو کچھ کرنے اور کہنے سے روکا اور ڈگمگاتے قدموں سے اپنے کمرے کی جانب چلے گئے اپنے کمرے کو لاک کر کے وہ الفت کو یاد کر کے ایک بار پھر بری طرح بکھر گئے۔

سارے رشتے ناطے تو ٹوٹے سو ٹوٹے مگر جس بری طرح سے ظفریاب ٹوٹے تھے کہ اب ان کا پھر سے جڑنا ناممکن ہوتا نظر آ رہا تھا۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر وہ اپنے کمرے میں ہی قید ہو کر پرانی یادوں میں اُلجھے رہتے۔ ماضی کی یادیں' باتیں اور خوب صورت پل انہیں ایک لمحے کے لیے پُرسکون نہ رہنے دیتے۔ پاگلوں جیسی حالت بن کر رہ گئی تھی۔ نہ گھر کا خیال تھا' نہ ماں کی فکر اور نہ کاروبار کی خواہش وہ تو ولایت صاحب ایماندار اور نیک انسان تھے اور دوسرے ورکرز بھی اچھے تھے کہ کاروبار چل رہا تھا ورنہ جو حالت ظفریاب نے اپنی بنالی تھی اس سے تو وہ دیوالیہ ہو چکے ہوتے۔ حشمت آراء الگ اُن کو دیکھ دیکھ کر روتی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

رہتیں۔ ہنستے مسکراتے شاد آباد گھرانے میں کیسا سوگوار ماحول اتر آیا تھا۔ وہ تو بیٹے کے سر پر سہرا سجانے کے خواب دیکھ رہی تھیں۔ لیکن..... حالات نے یوں پلٹا کھایا کہ اب وہ بیٹا کئی کئی دن شیو نہ کرتا۔ نہ کپڑے بدلنے کی خواہش ہوتی نہ کھانے کا دل کرتا..... فرقان احمد جو آ جاتا تو وہ تھوڑی بہت باتیں کر لیتا..... پھر وہی کمرہ ہوتا..... وہی تلخ یادیں ہوتیں اور ظفریاب ہوتا۔

فرقان احمد کی کوششوں سے ظفریاب نے آفس جانا اسٹارٹ کر دیا مگر..... کام میں کوئی دلچسپی نہ لیتا۔ سارے کام ولایت صاحب ہی نمٹاتے ظفریاب کھوئے کھوئے خیالات میں گم رہتے۔

کچھ یادیں ہیں، کچھ باتیں ہیں
کچھ ذہن میں ادھورے خواب بھی ہیں
کچھ دکھ کے خزانے پاس میرے
کچھ غم جو ملے نایاب بھی ہیں
دکھوں کے سمندر گہرے بھی
کچھ سپنے زیر آب بھی ہیں
آنکھوں میں آ کر بکھرے جو
کچھ ٹوٹے پھوٹے خواب بھی ہیں
یادوں کے بھنور میں پھنسے ہوئے
پیروں میں ابھی گرداب بھی ہیں
سب چاہتیں تو فنا ہوئیں
اور محبتیں غرقاب بھی ہیں

اندھیرا پھیل چکا تھا۔ ظفریاب اپنے کمرے میں لیٹے تھے۔ آنکھوں پر ہاتھ رکھے ماضی کے تانے بانوں میں اُلجھے ہوئے تھے۔ کمرے کی لائٹ جلی تب وہ چونکے آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا۔

''آ سکتا ہوں؟'' دروازے میں فرقان احمد کھڑے تھے۔

''ہنہ..... آ جاؤ!'' آہستگی سے جواب دے کر تھوڑے سے اوپر ہو کر تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھے سائیڈ میں رکھا سگریٹ پیکٹ اٹھایا سگریٹ جلا کر ہونٹوں میں دبائی۔ فرقان احمد سامنے کرسی پر بیٹھ کر اُن کو دیکھتے رہے انہیں ظفریاب پر ترس آ رہا تھا وہ واحد جگری دوست تھے۔

''ظفریاب..... یار! یہ کیا حالت بنالی ہے تم نے؟ یار کتنا نفاست پسند ہوا کرتا تھا..... وہ ظفریاب جسے میں جانتا ہوں ہر چیز میں، پہننے میں، کھانے میں..... ہر چیز سے نفاست نظر آتی تھی۔ جو اپنے روم میں ایک تنکا بھی برداشت نہیں کرتا تھا آج..... آج..... اُسے..... نہ تو اپنا خیال ہے..... نہ اپنے کپڑوں کا اور نہ ہی روم کی صفائی کا..... کہاں کھو گیا میرا وہ دوست یار؟'' فرقان احمد کا لہجہ بھیگنے لگا تھا اُن کی آنکھوں میں آنسو اور چہرے پر اُداسی نمایاں تھی۔

''کیا کروں یار؟ بہت کوشش کرتا ہوں مگر..... یہ یادیں..... کمبخت یادیں اکٹوپس کی طرح میرے وجود میں دھنسی ہوئی ہیں جتنا پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا ہوں یہ اور زیادہ شدت سے اپنے پنجے گاڑ لیتی ہیں۔ میں بے بس ہو کر رہ جاتا ہوں۔ کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ماضی کی اُن تلخیوں سے چھٹکارا حاصل کر لوں؟'' ظفریاب نے اپنی سرخ سرخ انگارہ بڑی بڑی آنکھوں کو اُٹھا کر بے بسی سے فرقان احمد کی جانب دیکھا فرقان احمد تڑپ گئے۔ اُن کو اپنے دوست کی بے بسی پر رحم آ گیا۔

''گولی مارو یار! ایک بے حس، بے اعتبار لڑکی کے لیے تم خود کو روگ کیوں لگا رہے ہو؟ جس کو نہ تمہارے احساسات کی پروا تھی نہ تمہاری چاہت کی قدر..... اُسے تو اپنی عزت کا بھی پاس نہ تھا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

یار..... وہ مطلب پرست..... کم عقل تھی۔ وہ ناقدری تھی جس نے تم جیسے انسان کی قدر نہ کی..... وہ تو اپنی زندگی میں عیش کر رہی ہوگی۔ زندگی کے مزے لے رہی ہوگی۔ زندگی کی خوشیوں سے فائدہ اٹھا رہی ہوگی۔ اور..... تم..... تم..... اُس کے لیے اپنی زندگی کو روگ لگا بیٹھے ہو..... یہ زندگی اللہ کی امانت ہے جو اس نے ہمیں بخشی ہے۔ نہ جانے کب؟ کس لمحے..... کس گھڑی وہ اپنی امانت واپس مانگ لے..... کیوں اس امانت میں خیانت کرتے ہو؟ کیوں اللہ کی نعمتوں کا فائدہ نہیں اٹھاتے؟ کیوں خود پر زندگی کو تنگ کر رہے ہو؟ اپنا نہیں تو کم از کم بوڑھی ماں کا خیال کرو جس نے تمہاری خاطر اپنی جوانی تنہائی میں گزار دی تم..... ایک معمولی لڑکی کے لیے اپنی ماں..... اپنی جنت کو بھی بھول چکے ہو..... تمہیں اندازہ ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ماں کتنا تڑپتی ہیں؟ اُن کے دل پر کیا گزرتی ہوگی تمہیں یوں بے حال..... اُجڑا ہوا دیکھ کر.....؟ خدا کے واسطے زندگی کی طرف لوٹ آؤ۔ زندگی کو زندگی کی طرح گزارو..... اپنی ماں کی طرف دیکھو اُن کی خواہش کا..... اُن کے جذبات کا احترام کرو.....''

''فرقان! ظفریاب نے بے بسی سے انہیں دیکھا مما جان کہتی ہیں شادی کرلو..... میں..... کیسے اُن کی بات مان لوں..... مجھے نفرت ہوگئی ہے شادی کے تصور سے..... یہ خود مختار لڑکیاں..... اُلفت جیسی..... اپنی مرضی کی مالک ہوتی ہیں۔ اُس نے بھی تو میرے ساتھ جینے اور مرنے کی قسمیں کھائی تھیں۔ برسہا برس میرے ساتھ تو محبت کے دعوے کیے اور..... اور..... شادی کا وقت آیا تو..... تو..... مجھ سے بہتر دیکھ کر مجھے ٹھکرا دیا۔ بنا وجہ بتائے' بنا سوچے سمجھے۔ مجھے چھوڑ دیا..... میں۔''

''وہی تو کہہ رہا ہوں یار! ایسی بے حس اور مطلب پرس' بے وفا لڑکی کے لیے کیوں خود کو برباد کر رہے ہو؟''

''کیا کروں یار..... کسی سے ملنے بات کرنے کا دل ہی نہیں کرتا۔'' ظفریاب کا لہجہ بدستور بے بس تھا۔

''چل یار آج..... تمہیں ایسی جگہ لے چلتا ہوں جہاں جا کر تم ساری تلخیاں بھول جاؤ گے باہر کی دنیا سے الگ دنیا ہوگی۔''

''نہیں یار..... مجھے کہیں نہیں جانا میں ایسے ہی خوش ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔'' ظفریاب اکتاہٹ سے بولے۔

''نہیں چھوڑ سکتا ناں..... ایسے کیسے چھوڑ دوں اپنے یار کو؟ یوں بے بس اور اُداسی میں ڈوبتا کیسے دیکھ سکتا ہوں میں؟ کتنے ہنس مکھ ہوا کرتے تھے تم..... ایک سال کے اندر تم کیا سے کیا ہوگئے؟ تمہیں اس ماحول سے اُداسی سے نکلنا ہوگا چاہے کسی بھی طرح..... مگر میں تمہیں یہاں سے نکالوں گا..... ایک بار..... بس ایک بار..... میرے ساتھ چلو۔'' فرقان کی آواز شدت جذبات سے بھرا گئی تھی۔ ظفریاب نے سرخ سرخ آنکھوں سے اُسے دیکھا کتنا پریشان تھا فرقان اس کے لیے بار بار آ کر اُسے سمجھاتا..... فرقان کے چہرے پر بھی دکھ تھا' اُداسی تھی۔ ظفریاب نے کتنے دن بعد آج غور سے فرقان کے چہرے کو دیکھا تھا جب دوست اتنا پریشان تھا تو 'ماں' کتنی دکھی ہوگی واقعی اپنے دکھ میں کھو کر وہ سب کو فراموش کر چکے تھے۔ ان رشتوں کو بھی جو سچے دل سے ان سے پیار کرتے تھے انہیں خوش دیکھنا چاہتے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اور فرقان احمد کے ساتھ ظفریاب اس راستے کی جانب چل پڑے جہاں جانے کا کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا جہاں جا کر اُن کی نظروں کے سامنے نئی دنیا تھی۔ وہ دنیا جہاں دن سوتے اور راتیں آباد رہتیں تھیں جہاں ظفریاب جیسے لوگ بھی آتے تھے جو صرف اپنا غم غلط کرنا چاہتے تھے۔ ظفریاب ستارہ بائی کے ٹھکانے سے لوٹ آئے تھے۔

وہ ساری رات ظفریاب کے کانوں میں مدھر' میٹھی اور سریلی آواز امرت کی طرح اترتی رہی۔ وہ ملکوتی حسن' معصوم چہرہ' اُداس جھیل جیسی گہری آنکھیں تصور میں آ کر بار بار ڈسٹرب کرتی رہیں۔ اس معصوم چہرے کے پیچھے سوگوار غزالی آنکھوں کے اندر کوئی کہانی بہت گہری کہانی نظر آئی جس نے اُجالا کو وہاں پر موجود تمام لڑکیوں میں منفرد بنا دیا تھا۔ دوسری لڑکیوں کی طرح اس کی آنکھوں میں کوئی اشارے کنائے' اس کے چہرے پر عامیانہ مسکراہٹ نظر نہ آئی۔ وہ تو سب سے الگ سب سے جدا اور معصوم لگ رہی تھی۔

اگلے دو دن ظفریاب نے بے چینی میں گزارے..... فرقان بھی مصروف تھا۔ ظفریاب کا دل اُجالا کی طرف کھنچتا چلا جا رہا تھا۔ تیسرے دن فرقان آیا تو ظفریاب نے ستارہ بائی کے یہاں جانے کی خواہش ظاہر کی۔

"اوئے ہوئے....." فرقان احمد نے شرارت سے آنکھیں گھما کر سیٹی بجا کر ظفریاب کو غور سے دیکھا۔ ظفریاب جھینپ گئے۔ دو تین بار تو ظفریاب فرقان احمد کے ساتھ گئے پھر جھجک دور ہوئی تو خود ہی جانے لگے۔ نہ جانے کیا بات تھی کہ نہ چاہتے ہوئے بھی قدم اسی منزل کی جانب اٹھ جاتے۔ اُجالا میں کوئی تو ایسی بات تھی جس نے ظفریاب کے دل کے تاروں کو چھیڑا تھا۔

ظفریاب میں واضح تبدیلی آ گئی تھی اب وہ خود پر بھی دھیان دیتے' حشمت آراء کو بھی ٹائم دیتے' کاروبار میں بھی اچھی طرح سے حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ حشمت آراء جو پہلے ہی بہن کی جدائی اور بھانجی کی حرکت سے حد درجہ دل شکن تھیں اوپر سے ظفریاب کی اُداسی دیکھ دیکھ کر کڑھتی تھیں۔ اُن کو بھی ظفریاب کی تبدیلی نے خاصا پُرسکون کر دیا تھا۔ وہ تو بس یوں خوش تھیں کہ اُن کا بیٹا پھر سے زندگی کے ہنگاموں میں حصہ لینے لگا ہے پھر سے زندگی کی جانب لوٹ آیا ہے۔

ستارہ بائی کئی دن سے یہ بات نوٹ کر رہی تھیں کہ اُجالا کی ویران آنکھیں اس وقت چمک اٹھتیں جب ظفریاب شریک محفل ہوتے' گو کہ وہ اُن کی غیر موجودگی میں بھی محفلیں سجاتی' داد وصول کرتی بے تحاشہ پیسہ کماتی مگر..... ظفریاب کو دیکھ کر اُس کے چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ ظفریاب کے چہرے پر اُن کی آنکھوں میں اجالا کے لیے حرص' ہوس یا عامیانہ پن نہ ہوتا۔ وہ عام مردوں کی طرح للچائی ہوئی نظروں سے نہیں دیکھتے تھے۔ ظفریاب نے موقع دیکھ کر اُجالا سے دل کی حالت کہہ دی۔ اُجالا جو کہ اچھی فیملی کی لڑکی تھی جسے دھوکے سے یہاں تک لایا گیا تھا۔ وہ یہاں کے ماحول میں رہتے ہوئے بھی آج تک اس نے اپنے جسم کا سودا نہ کیا تھا۔ وہ صرف اپنی آواز بیچتی' ستارہ بائی بھی کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اُجالا بہت قیمتی اور نایاب ہیرا ہے اور اس کی قدر جوہری ہی کر سکتا ہے۔ اجالا جو اس ماحول سے نکلنا چاہتی تھی اسے اچھی اور صاف ستھری زندگی گزارنے کی خواہش تھی۔ وہ بھی نیکی اور شرافت کے راستے پر چلنے کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

متمنی تھی وہ کون سا یہاں اپنی مرضی اور خوشی سے تھی۔ ستارہ بائی کی بیٹی شیلا جو کہ اُجالا کی اچھی دوست بھی تھی۔ وہ بھی اجالا کی کیفیت سے ناواقف نہ رہ سکی۔

''اجالا..... یہ ظفریاب تجھ پر زیادہ لٹو نہیں ہوگیا؟'' شیلا نے اجالا کو تیار ہوتا دیکھ کر سوال کیا۔

''ویسے سچ کہوں یہاں آنے والے مردوں میں سب سے زیادہ خوب صورت ہے وہ بندہ۔'' شیلا نے آنکھ دبا کر عامیانہ لہجے میں کہا۔

''چپ کر شیلا! پاگل ہوئی ہے کیا' وہ تو سب کی طرح ہیں۔'' اجالا سٹ پٹا کر جلدی سے بولی۔

''جھوٹ مت بول میں نے خود تمہیں اس سے باتیں کرتے دیکھا ہے۔'' شیلا نے ٹھوس لہجے میں کہا تو اجالا گڑبڑا گئی اور اسے سچ سچ بتا دیا کہ ظفریاب اسے پسند کرنے لگے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ مجھ سے شادی کریں۔''

''اجالا پاگل تو نہیں ہوگئی ہے تُو.....'' ستارہ بائی جو ان دونوں کی باتیں سن رہی تھیں اس کے آخری جملے پر بھڑک کر کمرے کے اندر آ گئی۔ اجالا کے ساتھ شیلا نے بھی چونک کر انہیں دیکھا۔

''یہ کیا بکواس کر رہی ہے..... شادی..... اور تُو..... ہاہاہا ہا..... پگلی یہ بھول جا کہ تجھ سے کوئی شریف انسان شادی کرے گا.....''

''مگر اماں..... اُس نے اجالا سے وعدہ کیا ہے کہ اجالا کو اچھی زندگی دے گا اور اسے اپنا نام دے گا..... شاید..... شاید وہ سچ کہہ رہا ہو۔'' شیلا نے اجالا کے دھواں دھواں چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تُو..... بھی بچی ہے شیلا! تم لوگ کیا جانو ان مردوں کو؟ تم لوگوں نے ان کا صرف وہ روپ دیکھا ہے جب وہ ہم پر اپنی محبتیں نچھاور کرتے ہیں' ہماری اداؤں پر اپنی جیبیں خالی کر دیتے ہیں..... ہمارے لیے ان کی آنکھوں میں شوق اور وارفتگی ہوتی ہے..... یہ شریف لوگ..... اعلیٰ نسل اور خاندانی لوگ ہم سے صرف تسکین حاصل کرنے آتے ہیں..... کچھ دیر ہمارے کوٹھوں پر آ کر اپنی نظروں کو اپنی دل کو دماغ کو ہماری اداؤں سے خیرہ کرتے ہیں اور پھر جب یہاں سے سیڑھیاں اتر کے اپنی لمبی لمبی چمکتی گاڑیوں میں بیٹھتے ہیں تو یہی لوگ ہمیں آوارہ' فاحشہ' بدنام' اور غلیظ عورتوں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ شرفاء کی محفلوں میں بیٹھ کر ہمارے ذکر پر لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتے ہیں یہ بھلا ہمیں کیا عزت دیں گے؟ کیا مقام دیں گے ہمیں؟''

''ستارہ بائی ظفریاب ایسے نہیں ہیں میں نے ان کی آنکھوں میں کبھی ہوس' مکاری یا عیاشی نہیں دیکھی ہے۔ وہ تو خود عورت کے ستائے ہوئے ہیں۔ زخمی اور ٹوٹے ہوئے' دل شکستہ سے انسان ہیں جن کو سہارے کی' سچی محبت کی ضرورت ہے۔ میں..... آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں..... وہ تمہیں بہت سارے پیسے دے دیں گے خدا کے لیے مجھے..... آزاد کر دو..... مجھے اجازت دے دو۔'' اجالا دونوں ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے ستارہ بائی کے قدموں میں جا بیٹھی۔

''اجالا..... میں تیری دشمن نہیں ہوں..... بیٹی بنا کر پالا ہے تجھے..... مجھے تو شیلا جیسی ہی عزیز ہے..... میں تجھے صحیح غلط سمجھا رہی ہوں..... تو جس اندھیرے کو روشنی سمجھ رہی ہے ناں..... وہ دراصل مکر و فریب کا جال ہے..... یہ مرد لوگ جذبات میں آ کر اتنا بڑا قدم تو اٹھا لیتے ہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مگر..... مگر..... اُن کو اُن کا تہذیب یافتہ اور شریف معاشرہ ہمیشہ کچوکے دیتا رہتا ہے۔ وہ بہت جلد اُکتا جاتے ہیں۔ اپنے فیصلے کو اپنی نادانی سمجھ کر ہمیشہ..... اس عورت کو کچوکے لگاتے رہتے ہیں جس کو وہ بڑی شوق سے لے کر جاتے ہیں۔ ہمیشہ ماضی کے حوالے سے طعنے دے دے کر زندگی تنگ کر دیتے ہیں۔ میں نے آج تک تجھ سے کچھ اور کام نہیں کروایا..... تیری مرضی سے تُو صرف گانے ہی گاتی ہے میں نے ہر شخص کو منع کر دیا..... صرف اور صرف تیری مرضی اور تیری وجہ سے اور..... تُو..... ایک فضول بات کو لے کر بیٹھی ہے۔ بھول جا سب کچھ وہ مرد بھی اُن مردوں کی طرح ہے جو یہاں آتے ہیں پیسہ دیتے ہیں اور اپنی خواہش پوری کرتے ہیں۔ بس اور کچھ نہیں..... ہماری طرح تجھے بھی یہیں رہنا ہے' جینا ہے اور یہی مرجانا ہے آئی سمجھ۔'' ستارہ بائی اپنا فیصلہ سنا کر کمرے سے جا چکی تھیں اجالا کی بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

''نہیں ستارہ بائی..... ظفریاب ایسے نہیں ہیں وہ سب سے الگ ہیں' منفرد ہیں۔'' اجالا نے چلا کر کہا اور ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر سسک پڑی۔

رات گہری ہوئی محفل بھی اپنی رنگینیوں کے ساتھ عروج پر تھی۔ اجالا نے ہال میں داخل ہوتے ہی مخصوص جگہ پر ظفریاب کو بیٹھے دیکھا تو اُس کی جان میں جان آئی۔ ظفریاب کی آنکھوں میں بھی مخصوص چمک آ گئی تمام لوگوں کے چہرے بھی کھل اٹھے۔ اجالا نے اپنی مخصوص جگہ سنبھالی اور فضا میں نغمگی پھیلتی چلی گئی۔ گانا ختم ہوا ماحول پر سکوت چھا گیا۔ وہ لوگ جو اجالا کے حسن کے ساتھ ساتھ اُس کی مدھر آواز میں گم تھے۔ بے تحاشا داد دینے لگے۔ نوٹوں کی برسات ہونے لگی۔ آج فرقان بھی ظفریاب کے ساتھ تھا۔ شہر کے مشہور سیٹھ قاسم جو اجالا کے عاشق بھی تھے آج تو وہ بالکل ہی بے قابو ہو رہے تھے گانا ختم ہوتے ہی وہ جگہ سے اٹھے اور اجالا کے پاس آ گئے۔ اس کے ہاتھ تھام کر اس کے ہاتھ میں بیش قیمت ہیروں کا بریسلیٹ رکھ دیا۔ ظفریاب نے دیکھا تو وہ غصے سے کھڑے ہو گئے انہیں سیٹھ قاسم کا اجالا کو ہاتھ لگانا برداشت نہ ہوا۔

''واہ! ستارہ بائی! کیسا حسین ہیرا تراش کر رکھا ہے تم نے جتنا مکمل حسن ہے اتنی ہی دلکش آواز.....'' سیٹھ قاسم کے عامیانہ انداز پر اجالا نے تڑپ کر اپنا ہاتھ اُس کی گرفت سے آزاد کرنے کی کوشش کی مگر گرفت بہت مضبوط تھی۔

''ہاتھ چھوڑیں میرا.....'' اجالا نے دانت بھینچتے ہوئے کہا اور ظفریاب کی جانب دیکھا۔

''ہاتھ چھوڑو۔'' ظفریاب تلملا کر اٹھے اور اجالا کے پاس آ گئے۔

''ارے واہ! اتنا غصہ کس بات کا ہے جانِ من..... ابھی تو صرف ہاتھ ہی تھاما ہے آگے آگے نہ جانے.....''

''تڑاخ! ذلیل کمینے بکواس بند کر۔'' ظفریاب کی برداشت ختم ہو گئی انہوں نے آگے بڑھ کر سیٹھ قاسم کے منہ پر زوردار تھپڑ دے مارا سیٹھ قاسم جو اس اچانک افتاد پر گھبرا گیا لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہو گیا غصے سے بل کھا کر وہ ظفریاب کی جانب پلٹا۔

''ابے تو کون ہوتا ہے تیری ہمت کیسے ہوئی سیٹھ قاسم پر ہاتھ اٹھانے کی؟ میں تجھے چھوڑوں گا نہیں۔''

''تو بھی یہاں گاہک ہے اور میں بھی گاہک ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مگر..... مگر..... اُن کو اُن کا تہذیب یافتہ اور شریف معاشرہ ہمیشہ کچوکے دیتا رہتا ہے۔ وہ بہت جلد اُکتا جاتے ہیں۔ اپنے فیصلے کو اپنی نادانی سمجھ کر ہمیشہ..... اس عورت کو کچوکے لگاتے رہتے ہیں جس کو وہ بڑی شوق سے لے کر جاتے ہیں۔ ہمیشہ ماضی کے حوالے سے طعنے دے دے کر زندگی تنگ کر دیتے ہیں۔ میں نے آج تک تجھ سے کچھ اور کام نہیں کروایا..... تیری مرضی سے تُو صرف گانے ہی گاتی ہے میں نے ہر شخص کو منع کر دیا..... صرف اور صرف تیری مرضی اور تیری وجہ سے اور..... تُو..... ایک فضول بات کو لے کر بیٹھی ہے۔ بھول جا سب کچھ وہ مرد بھی اُن مردوں کی طرح ہے جو یہاں آتے ہیں پیسہ دیتے ہیں اور اپنی خواہش پوری کرتے ہیں۔ بس اور کچھ نہیں..... ہماری طرح تجھے بھی یہیں رہنا ہے' جینا ہے اور یہی مرجانا ہے آئی سمجھ۔'' ستارہ بائی اپنا فیصلہ سنا کر کمرے سے جا چکی تھیں اجالا کی بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

''نہیں ستارہ بائی..... ظفریاب ایسے نہیں ہیں وہ سب سے الگ ہیں' منفرد ہیں۔'' اجالا نے چلا کر کہا اور ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر سسک پڑی۔

رات گہری ہوئی محفل بھی اپنی رنگینیوں کے ساتھ عروج پر تھی۔ اجالا نے ہال میں داخل ہوتے ہی مخصوص جگہ پر ظفریاب کو بیٹھے دیکھا تو اُس کی جان میں جان آئی۔ ظفریاب کی آنکھوں میں بھی مخصوص چمک آ گئی تمام لوگوں کے چہرے بھی کھل اٹھے۔ اجالا نے اپنی مخصوص جگہ سنبھالی اور فضا میں نغمگی پھیلتی چلی گئی۔ گانا ختم ہوا ماحول پر سکوت چھا گیا۔ وہ لوگ جو اجالا کے حسن کے ساتھ ساتھ اُس کی مدھر آواز میں گم تھے۔ بے تحاشا داد دینے لگے۔ نوٹوں کی برسات ہونے لگی۔ آج فرقان بھی ظفریاب کے ساتھ تھا۔ شہر کے مشہور سیٹھ قاسم جو اجالا کے عاشق بھی تھے آج تو وہ بالکل ہی بے قابو ہو رہے تھے گانا ختم ہوتے ہی وہ جگہ سے اٹھے اور اجالا کے پاس آ گئے۔ اس کے ہاتھ تھام کر اس کے ہاتھ میں بیش قیمت ہیروں کا بریسلیٹ رکھ دیا۔ ظفریاب نے دیکھا تو وہ غصے سے کھڑے ہو گئے انہیں سیٹھ قاسم کا اجالا کو ہاتھ لگانا برداشت نہ ہوا۔

''واہ! ستارہ بائی! کیسا حسین ہیرا تراش کر رکھا ہے تم نے جتنا مکمل حسن ہے اتنی ہی دلکش آواز.....'' سیٹھ قاسم کے عامیانہ انداز پر اجالا نے تڑپ کر اپنا ہاتھ اُس کی گرفت سے آزاد کرنے کی کوشش کی مگر گرفت بہت مضبوط تھی۔

''ہاتھ چھوڑیں میرا.....'' اجالا نے دانت بھینچتے ہوئے کہا اور ظفریاب کی جانب دیکھا۔

''ہاتھ چھوڑو۔'' ظفریاب تلملا کر اٹھے اور اجالا کے پاس آ گئے۔

''ارے واہ! اتنا غصہ کس بات کا ہے جانِ من..... ابھی تو صرف ہاتھ ہی تھاما ہے آگے آگے نہ جانے.....''

''تڑاخ! ذلیل کمینے بکواس بند کر۔'' ظفریاب کی برداشت ختم ہو گئی انہوں نے آگے بڑھ کر سیٹھ قاسم کے منہ پر زوردار تھپڑ دے مارا سیٹھ قاسم جو اس اچانک افتاد پر گھبرا گیا لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہو گیا غصے سے بل کھا کر وہ ظفریاب کی جانب پلٹا۔

''ابے تو کون ہوتا ہے تیری ہمت کیسے ہوئی سیٹھ قاسم پر ہاتھ اٹھانے کی؟ میں تجھے چھوڑوں گا نہیں۔''

''تو بھی یہاں گاہک ہے اور میں بھی گاہک ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''تُو نے ہاتھ کیسے لگایا گھٹیا انسان۔'' ظفریاب چلایا۔

''گھٹیا..... گھٹیا..... تو تُو بھی ہے تب ہی یہاں آتا ہے۔'' سیٹھ قاسم چلایا۔

ستارہ بائی گھبرا کر اُن دونوں کے درمیان آ گئیں۔ اجالا پریشان ہو کر رونے لگی۔

''بکواس کی تو تیری جان لے لوں گا۔'' ظفریاب چلائے۔

''ظفریاب پلیز۔'' فرقان احمد نے آ کر ظفریاب کو سنبھالا۔

''بڑا آیا شریف انسان..... ابے اوئے..... یہ طوائف کا کوٹھا ہے۔ یہاں پر رہنے والی شریف زادیاں نہیں ہوتیں..... یہ جو شریف زادی بن رہی ہے کہ ہاتھ لگانے پر بھڑک گئی یہ..... نہ جانے راتوں کو.....؟''

''چپ کر ایک لفظ بھی نکالا تو گولی مار دوں گا۔'' ظفریاب کی ہمت جواب دے گئی انہوں نے جیب سے پستول نکال لی۔

''خدا کے لیے سیٹھ صاحب ابھی چلے جائیں۔'' ستارہ بائی نے سیٹھ قاسم کے آگے ہاتھ جوڑے۔

''دیکھ لوں گا اس کو میں۔'' سیٹھ قاسم تلملاتا ہوا منہ سے کف اڑاتا ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے باہر کی جانب چل دیا۔

''اے میاں! یہ ہمارا کوٹھا ہے اور مردوں کو لبھانا' اُن کی خواہشات پوری کرنا ہمارا دھندہ ہے۔ تم بھی یہاں ایک گاہک کی حیثیت سے آتے ہو..... اگر یہاں آنا ہے تو ایک گاہک کی طرح شرافت سے یہاں آؤ اور واپس لوٹ جاؤ۔ ہمارے معاملات میں دخل اندازی کرنے یا غنڈہ گردی کرنے کی اجازت نہیں دوں گی۔'' ستارہ بائی نے ظفریاب کی طرف دیکھ کر تلخ لہجے میں کہا۔

''ہوگا تمہارا دھندہ مگر..... کوئی..... کوئی..... اجالا کو ٹچ کرے یہ..... میں برداشت نہیں کروں گا' قتل کر دوں گا اگر کسی نے اجالا کی طرف گندی نظر ڈالی تو.....'' ظفریاب چلا کر بولے۔

''گندی جگہ پر ہوں تو گندی نظریں ہی مجھ پر پڑیں گی اور..... مجھے گندگی میں ہی رہنا ہوگا..... اگر آپ..... کو یہ سب برا لگتا ہے تو مجھے لے جائیں ناں یہاں سے..... اس ماحول سے نکال لیں۔'' اجالا نے ہتھیلی کی پشت سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ظفریاب کو مخاطب کیا۔

ظفریاب اجالا کی بات پر بھونچکا رہ گئے۔

''اجالا..... یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ میں نے تجھے سمجھایا تھا ناں..... یہ لوگ اعتبار کے قابل نہیں ہوتے..... یہ کبھی بھی ہم جیسی عورتوں کو عزت نہیں دے سکتے..... یہ سب وقتی ابال ہے' جذبات ہے اور کچھ نہیں..... تُو باز نہیں آئی میرے سمجھانے کا کوئی اثر نہیں ہوا تجھ پر۔'' ستارہ بائی اجالا کو دیکھ کر چیخیں۔

''چپ ہو جاؤ ستارہ بائی..... بتاؤ کیا قیمت دوں تمہیں اس ہیرے کی؟ کیا چاہیے تمہیں؟ ابھی اور اسی وقت اجالا کو میرے حوالے کر دو۔ میں نہ صرف اس کو یہاں سے لے جاؤں گا بلکہ اس کو اپنا نام' مقام اور عزت بھی دوں گا۔ اس سے شادی کروں گا۔'' اجالا نے حیرت اور خوشی سے ظفریاب کے چٹان جیسے سخت چہرے کی جانب دیکھا۔ ستارہ بائی نے آنکھیں پھاڑ کر ظفریاب کو دیکھا۔

''کیا کر رہے ہو؟'' فرقان احمد نے تلملا کر ظفریاب کا کاندھا پکڑ کر جھنجھوڑا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''تُو نے ہاتھ کیسے لگایا گھٹیا انسان۔'' ظفریاب چلایا۔

''گھٹیا..... گھٹیا..... تو تُو بھی ہے تب ہی یہاں آتا ہے۔'' سیٹھ قاسم چلایا۔

ستارہ بائی گھبرا کر اُن دونوں کے درمیان آ گئیں۔ اجالا پریشان ہو کر رونے لگی۔

''بکواس کی تو تیری جان لے لوں گا۔'' ظفریاب چلائے۔

''ظفریاب پلیز۔'' فرقان احمد نے آ کر ظفریاب کو سنبھالا۔

''بڑا آیا شریف انسان..... ابے اوئے..... یہ طوائف کا کوٹھا ہے۔ یہاں پر رہنے والی شریف زادیاں نہیں ہوتیں..... یہ جو شریف زادی بن رہی ہے کہ ہاتھ لگانے پر بھڑک گئی یہ..... نہ جانے راتوں کو.....؟''

''چپ کر ایک لفظ بھی نکالا تو گولی مار دوں گا۔'' ظفریاب کی ہمت جواب دے گئی انہوں نے جیب سے پستول نکال لی۔

''خدا کے لیے سیٹھ صاحب ابھی چلے جائیں۔'' ستارہ بائی نے سیٹھ قاسم کے آگے ہاتھ جوڑے۔

''دیکھ لوں گا اس کو میں۔'' سیٹھ قاسم تلملاتا ہوا منہ سے کف اڑاتا ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے باہر کی جانب چل دیا۔

''اے میاں! یہ ہمارا کوٹھا ہے اور مردوں کو لبھانا' اُن کی خواہشات پوری کرنا ہمارا دھندہ ہے۔ تم بھی یہاں ایک گاہک کی حیثیت سے آتے ہو..... اگر یہاں آنا ہے تو ایک گاہک کی طرح شرافت سے یہاں آؤ اور واپس لوٹ جاؤ۔ ہمارے معاملات میں دخل اندازی کرنے یا غنڈہ گردی کرنے کی اجازت نہیں دوں گی۔'' ستارہ بائی نے ظفریاب کی طرف دیکھ کر تلخ لہجے میں کہا۔

''ہوگا تمہارا دھندہ مگر..... کوئی..... کوئی..... اجالا کو ٹچ کرے یہ..... میں برداشت نہیں کروں گا' قتل کر دوں گا اگر کسی نے اجالا کی طرف گندی نظر ڈالی تو.....'' ظفریاب چلا کر بولے۔

''گندی جگہ پر ہوں تو گندی نظریں ہی مجھ پر پڑیں گی اور..... مجھے گندگی میں ہی رہنا ہوگا..... اگر آپ..... کو یہ سب برا لگتا ہے تو مجھے لے جائیں ناں یہاں سے..... اس ماحول سے نکال لیں۔'' اجالا نے ہتھیلی کی پشت سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ظفریاب کو مخاطب کیا۔

ظفریاب اجالا کی بات پر بھونچکا رہ گئے۔

''اجالا..... یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ میں نے تجھے سمجھایا تھا ناں..... یہ لوگ اعتبار کے قابل نہیں ہوتے..... یہ کبھی بھی ہم جیسی عورتوں کو عزت نہیں دے سکتے..... یہ سب وقتی ابال ہے' جذبات ہے اور کچھ نہیں..... تُو باز نہیں آئی میرے سمجھانے کا کوئی اثر نہیں ہوا تجھ پر۔'' ستارہ بائی اجالا کو دیکھ کر چیخیں۔

''چپ ہو جاؤ ستارہ بائی..... بتاؤ کیا قیمت دوں تمہیں اس ہیرے کی؟ کیا چاہیے تمہیں؟ ابھی اور اسی وقت اجالا کو میرے حوالے کر دو۔ میں نہ صرف اس کو یہاں سے لے جاؤں گا بلکہ اس کو اپنا نام' مقام اور عزت بھی دوں گا۔ اس سے شادی کروں گا۔'' اجالا نے حیرت اور خوشی سے ظفریاب کے چٹان جیسے سخت چہرے کی جانب دیکھا۔ ستارہ بائی نے آنکھیں پھاڑ کر ظفریاب کو دیکھا۔

''کیا کر رہے ہو؟'' فرقان احمد نے تلملا کر ظفریاب کا کاندھا پکڑ کر جھنجھوڑا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''یہ لو..... یہ لو.....'' فرقان احمد کو قطعی نظر انداز کر کے ظفریاب جیب سے نوٹوں کے ڈھیر نکال کر ستارہ بائی کے سامنے اجالا کے پیروں میں پھینکتے رہے..... یہ بھی کم ہے تو یہ لو چیک بک اور لکھ لو اپنی مرضی کی رقم..... لگا دو دام اس انمول ہیرے کے۔'' ظفریاب جذبات کی شدت سے چلا رہے تھے۔

ستائی بائی کی آنکھیں چمکنے لگی تھیں بلا کی حریص اور لالچی عورت تھی اس نے آگے بڑھ کر نوٹ سمیٹنا شروع کر دیے۔ اور ظفریاب نے اپنی شال اُتار کر اجالا کے نازک وجود پر ڈال دی اور اُسے کاندھوں سے تھام کر بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گئے۔ اجالا کے چہرے پر اعتماد' تفاخر اور تشکر تھا۔ شیلا کی آنکھیں نم ہوگئی تھیں اس نے آگے بڑھ کر اجالا کو گلے سے لگا کر دعا دی تھی اجالا کی بھی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ فرقان احمد حیران پریشان حواس باختہ اس اچانک ہونے جانے والی افتاد پر ششدر تھا۔

رات کے دو بج رہے تھے اس وقت جذبات میں آ کر ظفریاب اجالا کو لے کر نکل تو آئے تھے مگر گاڑی میں بیٹھ کر سوچ رہے تھے کہ کیا کیا جائے؟ اجالا بھی شش و پنج میں تھی۔

''یار خالہ جان سے کیا کہو گے اس ٹائم یوں ایک لڑکی کو لے کر اتنی رات کو کہاں سے آ رہے ہو؟ یہ کون ہیں؟'' فرقان احمد نے کہا۔

''ہاں یار فرقان پلیز کوئی مدد کرو ناں..... مما جان سے کیا کہوں؟'' ظفریاب پریشانی سے بولے اجالا ہونٹ کاٹتی ہوئی جھینپی جھینپی سی شرمندہ لگ رہی تھی۔ فرقان احمد نے ایک نظر اجالا پر ڈالی ایک لمحے کو کچھ سوچا پھر چٹکی بجائی۔

''چلو آئیڈیا آ گیا بس تم لوگ چپ رہنا میں فی الحال سنبھال لوں گا۔ مگر یار تم خالہ جان کو راضی کر کے جلدی نکاح کر لینا تاکہ اجالا کو بھی سکون مل جائے اور تم بھی مطمئن ہو جاؤ۔''

''ہاں ٹھیک ہے۔'' ظفریاب نے اثبات میں سر ہلایا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

فرقان احمد نے حشمت آراء کو بتایا کہ اجالا اس کی کزن ہے جس کے والدین فوت ہو چکے ہیں اور وہ اب تنہا ہے اچھی شریف لڑکی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو یہ آپ کے ساتھ رہ جائے اور آپ کی خدمت بھی کرے گی آپ کے ساتھ ساتھ رہے گی۔ حشمت آراء جو کہ ہمدرد اور شفیق خاتون تھیں اجالا کے حالات سن کر دکھی ہوگئیں اور اس کو گھر رہنے کی اجازت دے دی۔ چند دن میں اجالا نے اُن کی اتنی خدمتیں کیں اور اپنے حسن و سلوک سے ان کے دل میں گھر کر لیا وہ نماز کی پابند تھی صبح صبح تلاوت کلام پاک کرتی تو ماحول میں اُس کی خوش الحان آواز سے ایک جمود سا طاری ہو جاتا۔ پلان کے مطابق ایک روز فرقان احمد نے کہا۔

خالہ جان! اُجالا کا کوئی بھائی نہیں ہے میں ایک بھائی کی حیثیت سے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر ظفریاب کی رضامندی ہو تو آپ اجالا کو ظفریاب کی دلہن بنا لیں۔'' حشمت آراء کو اجالا بہت پسند تھی انہیں بھلا کیا اعتراض ہوتا وہ جھٹ پٹ راضی ہوگئیں یوں ایک مشکل مرحلہ آسانی سے پایہ تکمیل تک پہنچ گیا اور ظفریاب اور اجالا کی شادی ہوگئی۔

گھر کے نوکر چاکر' بوڑھی ملازمہ سے لے کر ظفریاب تک' ہر کوئی اجالا کے حسن و سلوک سے متاثر تھے۔ اجالا نے محنت' جانفشانی اور سچی لگن سے گھریلو امور سنبھال لیے' نوکروں کے ہوتے،

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہوئے بھی وہ ظفریاب کے سارے کام خود کرتی حشمت آراء کی دوائی کا' ان کے کھانے پینے' سونے جاگنے اور ضروریات کا خیال رکھتی ان کی خدمتیں کرتی حشمت آراء اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتیں کہ ان کو اجالا جیسی خوبصورت اور نیک سیرت بہو ملی ہے۔ الفت آراء کی مُرف سے ملنے والے زخم کو وہ بالکل بھول چکی تھیں۔ ظفریاب کی دنیا بدل چکی تھی۔ اُجالا نے ان کی زندگی میں آ کر سارے اندھیرے دور کر دیے تھے۔ بیچ میں اُن کی زندگی میں اجالا بکھیر دیا تھا۔ ماضی کی تلخیوں کو بھلا کر وہ مکمل طور پر اجالا کی محبتوں کے حصار میں تھے۔ بہت خوشگوار اور حسین زندگی کا آغاز ہو چکا تھا۔ جس میں ہر طرف سکون' اطمینان' محبتیں اور خلوص تھا۔ ایک دوسرے کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے احساسات کا بھرم رکھنا ان کی زندگی کے اصولوں میں شامل تھا۔ جہاں آپس میں ایک دوسرے کے جذبات کا احساس کیا جائے ایک دوسرے کی خواہشات کا خیال رکھا جائے جس رشتے میں خلوص ایمانداری اور سچائی ہو وہاں سکون ہی سکون ہوتا ہے یہی سکون حشمت آراء' ظفریاب اور اجالا کی زندگیوں میں بھی تھا۔

اجالا کو یوں خیال کرتے دیکھ کر ظفریاب اُس کو سینے سے لگا لیتے۔

''اجالا تم نے آ کر سچ مچ میری زندگی میں اجالے بکھیر دیے ہیں۔ میری ماں کے ساتھ ساتھ مجھے بھی جینا سکھا دیا ہے' میں کس طرح تمہاری محبتوں کا قرض اتاروں گا.....؟ تم نے مجھے خرید لیا ہے جاناں.....'' وہ جذب سے اجالا کے نرم و نازک وجود کو اپنے اندر سمو لیتے اور اجالا اُن کے چوڑے سینے میں منہ چھپا لیتی۔

''ظفریاب احسان مند تو میں ہوں کہ آپ نے مجھے نام' نام' مقام دیا' عزت دی..... اگر آپ میری زندگی میں نہ آتے تو میں ابھی تک نہیں.....''

'بس چپ' ظفریاب اس کے نازک ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھ کر مزید کچھ کہنے سے روک دیے۔ اجالا بھیگی بھیگی آنکھوں سے انہیں پیار سے دیکھنے لگتی۔

دن گزرتے رہے حشمت آراء کی دلی خواہش تھی کہ اب ان کی گود میں ننھا منا کھلونا آ جانا چاہیے وہ بیمار بھی رہنے لگی تھیں۔ شادی کو سال ہو گیا تھا اور ابھی تک کوئی امید نظر نہیں آئی تھی۔ فرقان علی باہر سیٹل ہو گیا تھا اس کی شادی بھی وہیں (سعودی عرب) میں ہو چکی تھی۔ اپنے کام میں مصروف ہوتا اس سے بھی بات چیت کم کم ہوتی۔ اجالا کا دل بھی چاہتا کہ اس کی گود میں کوئی ننھا مہمان آ جائے۔

''ارے بھئی تمہیں کیوں جلدی ہے..... ہو جائے گا بچہ بھی..... ابھی تو میں زندگی انجوائے کرنا چاہتا ہوں تمہارے ساتھ..... صرف تم اور میں..... درمیان میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتا..... فی الحال میں صرف میں..... تم پر اپنا بھرپور حق جمانا چاہتا ہوں۔ ابھی تو ساری زندگی پڑی ہے دیکھ لینا پھر پورے ایک درجن چھوٹے موٹے پیدا کروں گا۔'' اجالا کبھی کچھ کہتی تو ظفریاب اسے بانہوں میں سمیٹ کر جذبات سے چور لہجے میں کہتے ہوئے تھوڑا سا شرارتی انداز اختیار کر لیتے تو اجالا بری طرح جھینپ کر مسکرا دیتی۔

شادی کو دو سال کا عرصہ ہو گیا تھا۔ ظفریاب نے اپنا کاروبار مزید وسیع کر لیا تھا۔ اس سے اُن

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی مصروفیت بھی بڑھ گئی تھی۔ اب زیادہ تر وقت باہر ہی گزرتا۔ کبھی میٹنگ' کبھی پارٹی اور کبھی کبھی شہر سے باہر بھی جانا پڑ جاتا۔ کام کی زیادتی سے تھکے تھکے سے رہنے لگے تھے۔ گھر میں ہوتے تو بھی زیادہ تر کال یا میسجز پر مصروف ہوتے اجالا مزید خیال رکھنے لگی تھی۔ کیوں کہ تھک کر آتے تو جھنجلاہٹ کا شکار رہتے۔ حشمت آراء نے بھی ان کی سرد مہری محسوس کی تو ان سے باز پرس کی۔

''مما جان! نیو کام اسٹارٹ کیا ہے' ٹائم تو دینا پڑے گا ناں ولایت انکل بھی اب بوڑھے ہو گئے ہیں میں اُن پر زیادہ بوجھ نہیں ڈال سکتا۔ کچھ دن میں سیٹل ہو جاؤں گا آپ فکر مت کیا کریں۔'' ظفریاب نے کہا۔

''مگر چھ ماہ ہو گئے ہیں میں محسوس کر رہی ہوں کہ تم گھر کے ساتھ ساتھ اجالا کے ساتھ بھی بہت دور رہنے لگے ہو بہت کم ٹائم دیتے ہو' بچی بے چاری کچھ کہتی نہیں مگر..... تمہیں اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔'' حشمت آراء کا لہجہ تھوڑا سا سخت ہو گیا تھا۔

''اوہ مما جان..... پلیز آپ کو میری مجبوری بھی سمجھنی چاہیے آپ لوگوں کو کیا پتہ کہ مجھے باہر کیا کیا فیس کرنا پڑتا ہے؟ میں ویسے بھی آج کل بہت پریشان ہوں مجھے مزید پریشان مت کریں دعا کریں میرے لیے۔'' ظفریاب نے جھنجلاتے ہوئے کہا اور اُٹھ کر کھڑا ہو گیا حشمت آراء تاسف سے انہیں جاتا دیکھنے لگیں۔

گزشتہ چھ ماہ سے ظفریاب کے رویے کی واضح تبدیلی' سرد مہری اور اجالا کے ساتھ دلی وابستگی کی کمی کسی آنے والے خطرے کی گواہی دے رہی تھی۔ اجالا کا ننھا سا دل خوفزدہ رہنے لگا۔ وہ ظفریاب سے پوچھتی..... اُن کا سر یا پیر دبانے کی کوشش کرتی تو ظفریاب منع کر دیتے بس کاروباری ٹینشن کہہ کر خاموش ہو جاتے۔ کبھی کبھی فرقان احمد کی کال آ جاتی اجالا کا دل چاہتا کہ فرقان احمد کو کہے کہ وہ ظفریاب سے پوچھیں ان سے پتہ کریں کہ ایسی کون سی اُلجھن ہے کون سی پریشانی ہے جس نے ظفریاب اور اجالا کے درمیان فاصلے پیدا کر دیے ہیں۔

اس روز چھٹی کا دن تھا خلافِ معمول آج ظفریاب گھر پر تھے رات کو کافی دیر سے لوٹے تھے اس لیے سو رہے تھے گھر کی کچھ ضروری چیزیں خریدنی تھیں۔ حشمت آراء کے لیے کبھی ایک دو چیزیں لانی تھیں۔ اجالا نے کہا تھا کہ وہ ڈرائیور کے ساتھ جا کر لے آئے گی۔ سامان کی لسٹ بنا کر اجالا نے کمرے میں رکھی تب ہی ظفریاب نے کروٹ بدلی اور آنکھیں کھول کر اجالا کو دیکھا۔

''مجھے مما جان کی دوائیں اور کچھ سامان لانا ہے میں بازار تک جا رہی ہوں ایک گھنٹے تک آ جاؤں گی۔'' اجالا نے انہیں جاگتا پا کر کہا۔

''ہنہ ٹھیک ہے مجھے جگانا مت میں خود اُٹھ جاؤں گا۔'' ظفریاب نے خمار آلود لہجے میں کہا اور کروٹ بدل کر چادر تان لی۔

''جی بہتر.....'' اجالا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور چادر اوڑھ کر کمرے سے باہر آ گئی۔ حشمت آرا کے کمرے میں آئی اُن کو دوائیں وغیرہ دیں۔ باہر جانے کے لیے نکلی تب یاد آیا کہ کمرے میں سامان کی لسٹ بھول آئی۔

''افوہ!'' سر پر ہاتھ مار کر اپنے کمرے کی طرف آئی۔ دروازے پر آ کر یکلخت اس کے قدم رُک گئے۔ ظفریاب فون پر کسی سے بات کر رہے تھے یقیناً فرقان احمد سے بات ہو رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تھی۔

''ارے یار تجھ سے کوئی بات چھپی ہوئی تو نہیں ہے ناں! کن حالات میں وہ میری زندگی میں آئی ..... بے شک مجھے اچھی لگتی تھی۔ مگر مگر..... اُس نے تو بھری محفل میں مجھ سے ایسا سوال کر ڈالا..... میں بھی جذبات میں آ گیا..... اپنا بھرم بھی رکھنا تھا بہرحال شادی تو کر لی ہی ناں یار..... ہاہاہا..... پاگل سمجھا ہے کیا مجھے تم نے؟'' ویسے تو اللہ پاک بھی میرا ساتھ دے رہے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ اجالا سے میری..... ظفریاب خان کی کوئی اولاد ہو..... نہ..... نہ..... بالکل نہیں..... مجھے اندازہ ہو گیا یار وہ میرا ایک جذباتی فیصلہ تھا جس کا احساس مجھے اس وقت ہوا جب ..... میرا پہلا پیار' الفت آراء دوبارہ میری زندگی میں آئی..... وہ..... اپنے کیے پر شرمندہ بھی ہے اور دوبارہ سے میری دنیا میں آنا چاہتی ہے..... سچ ہے یار انسان اپنا پہلا پیار کبھی نہیں بھلاتا اس بات کا احساس ہم دونوں کو ہو گیا۔ میں بہت جلد الفت آراء سے شادی کرنے والا ہوں اولاد..... پھر ہماری اولاد ہو گی انشاء اللہ..... ہمارا اپنا خون ہو گا جس کا مجھے یقین ہے.....''

''نہیں نہیں یار! چھوڑوں گا نہیں پڑی رہے گی وہ بھی گھر میں مما جان کو اس کی خدمتوں کی عادت ہو گئی ہے اس کے لیے یہی محبت ہے کہ اس کے نام کے ساتھ میرا نام جڑا ہو وہ میرے نام سے منسوب رہے اور کیا چاہیے اسے اور سب سے بڑی بات مما جان کو بھی میرے بچے کی خواہش ہے تو اس بات کو بیس بنا کر میں دوسری شادی کر سکتا ہوں۔

''ہاہاہا.....'' اُف..... یہ کیسا انکشاف تھا کیسا بھیانک اور تلخ سچ تھا جو آج..... وہ ظفریاب کے منہ سے سن رہی تھی ایک ایک لفظ زہر بن کر اس کی رگ رگ میں اتر گیا تھا۔

تحقیر آمیز الفاظ کے نشتر اس کی روح کو تار تار کر چکے تھے وہ زخمی زخمی وجود لیے سر سے پاؤں تک پسینے میں نہائی دیوار کا سہارا لے کر بہ مشکل سنبھلی۔ ایک ایک لفظ تازیانے کی طرح روح میں شگاف ڈال گیا تھا۔ سبکی اور تحقیر کے احساس سے اس کا روم روم سلگ اٹھا تھا۔

یہ سب کیا تھا؟ اتنی ہتک' اتنی بے وقعتی..... اجالا نے تو ظفریاب پر خود سے زیادہ بھروسہ کیا تھا اور ظفریاب..... ظفریاب نے اُسے استعمال کیا' کتنے گھٹیا خیالات تھے اُس کے اس شریف انسان کے اندر شک اور غلاظت کے کتنے کیڑے پل رہے تھے۔ کتنی چھوٹی اور گندی سوچ تھی اس اعلیٰ اور نفیس انسان کی۔ اجالا کی سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتیں ختم ہو چکی تھیں۔ اس کا وجود ریزہ ریزہ ہو کر بری طرح بکھر چکا تھا۔ اپنے ماضی کی ساری گندگی' غلاظت اور ناپاکی کو وہ دفن کر چکی تھی لیکن آج..... اسی انسان نے کتنی بے رحمی اور سفاکی سے اسے دوبارہ سے طعنے دے کر اسی غلاظت کے ڈھیر میں لا پھینکا تھا۔ سچ ہی تو کہا تھا ستارہ بائی نے' شیلا نے یہ مرد جب چاہے اُٹھا کر سینے سے لگا لیتے ہیں اور جب دل بھر جائے تو ٹشو پیپر کی طرح ہاتھ صاف کر کے پھینک دیتے ہیں۔ جب دل چاہے جسم پر سجاتے ہیں اور دل بھر جائے تو میلے کپڑے کی طرح اُتار کر گندگی میں پھینک دیتے ہیں۔ بہ مشکل اجالا نے اپنا لڑکھڑاتا وجود سنبھالا اور دبے پاؤں پلٹ کر باہر کی طرف آ گئی جہاں ڈرائیور منتظر کھڑا تھا۔

''اوہ خان بابا میں پرچی تو مما جان کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کمرے میں بھول آئی آپ ذرا لا دیں گے۔''
اُس نے ہمت سے چہرے کو نارمل بناتے ہوئے خان بابا کو مخاطب کیا۔
''اچھا بی بی آپ گاڑی میں بیٹھو ام ابھی پرچی لے کر آتا ہے۔'' خان بابا نے کہا اور اندر کی جانب چل دیے۔ اجالا نے اپنے وجود کو چادر میں اچھی طرح سے چھپایا اور اور تیز تیز قدموں سے کھلے گیٹ کی طرف بڑھی باہر نکل کر تیزی سے پچھلی گلی کی جانب مڑی اور تقریباً بھاگتی ہوئی سنسان گلیاں پار کرتے ہوئے آگے نکلتی چلی گئی۔
اجالا کی آنکھوں سے متواتر آنسو بہہ رہے تھے۔

کاش..... کاش..... ظفریاب آپ نے مجھے اس غلاظت سے نہ نکالا ہوتا..... مجھے وہیں پڑے رہنے دیتے۔ یوں مجھے بے وقعت تو نہ کرتے۔ آپ نے تو میری ذات کے پرخچے اڑا کر رکھ دیے۔ سچ کہا تھا ستارہ بائی نے ہم جیسی عورتوں کے نصیب میں غلاظت کا ڈھیر ہی ہے..... آپ لوگ..... اور آپ جیسے بہت سے لوگ ہماری مجبوریوں سے صرف فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اپنی اَنا کی تسکین..... اپنے شوریدہ جذبوں کی تسکین کے لیے ہم کو ہماری معصومیت کو بھاری قیمتیں دے کر خرید لیتے ہیں۔ ہمارے لیے وہی مسکن ہے وہی ٹھکانہ ہے..... اجالا کے قدم ایک بار پھر ان ہی راستوں کی جانب اٹھ گئے تھے جہاں سے وہ یہ سوچ کر نکلی تھی کہ کبھی بھی یہاں کا رخ نہیں کرے گی مگر..... ایک بار پھر..... ایک بار پھر..... وہیں..... اسی جگہ اور..... اسی ٹھکانے پر موجود تھی۔ موبائل پر برابر ظفریاب کے میسجز آ رہے تھے۔ کال آ رہی تھیں مگر..... اجالا اگنور کر کے اسی دہلیز تک واپس آ گئی تھی۔ وہی ہال' وہی ماحول' وہی لوگ' سب کچھ وہی تھا۔ اور رونے کو بھی وہی کاندھا..... وہ شیلا کے کاندھے پر سر رکھ کر بری طرح بکھر گئی۔

''محترم ظفریاب صاحب! میں آپ کی شریفانہ اور عزت دار زندگی سے دور..... بہت دور نکل آئی ہوں..... اب میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ اور میں کیا ہوں..... اس سے آپ کو واسطہ ہونا چاہیے اور نہ ہی ضرورت..... مجھے آپ نے جو عزت دی اور آج جو عزت افزائی کی یہ ساری زندگی کے لیے بہترین سبق کی صورت میں ہمیشہ میرے پاس محفوظ رہے گا۔ آپ بھی عام مردوں کی طرح کم ظرف نکلے..... مگر میں..... میں لاکھ غلاظت کا ڈھیر سہی' گندگی کی پوٹلی صحیح لیکن..... میرے اندر بھی احساسات ہیں جذبات ہیں..... اور میں اپنے معصوم احساسات کو یوں بے آبرو ہوتا نہیں دیکھ سکتی۔ میں عورت ہوں..... آپ نے مجھے عورت بننے کا حق ضرور دیا مگر..... 'نامکمل عورت' کیوں کہ آپ اعلیٰ نسل اور شریف خاندانی لوگ ہیں۔ اس لیے میں آپ کی زندگی سے نکل آئی آپ کو اپنی زندگی مبارک مجھے ڈھونڈنے کی کوشش بھی مت کیجیے گا۔'' میسج کر کے اجالا نے موبائل سے سم نکال کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دی۔

دل تھا کہ بھر چلا آ رہا تھا۔ درد حد سے زیادہ بڑھا تو دردِ دل کو سنبھالتے سنبھالتے خود پر قابو پاتے پاتے وہ چکرا کر ستارہ بائی کی گود میں گر پڑی اسے ہوش نہ رہا۔ اجالا میں اب بھی وہی کشش تھی۔ وہی نزاکت اور ساحرانہ انداز گزشتہ تین سالوں نے اس کی دلکشی میں مزید اضافہ کر دیا تھا وہ آج بھی لاکھوں دلوں کی دھڑکن بننے کے قابل تھی۔ ستارہ بائی جو اس سے ناراض بھی تھی مگر اس سے پیار بھی کرتی تھی اس نے اجالا کو سنبھالا دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اُدھر حشمت آراء کو سنبھالنا بھی آسان نہ تھا۔ ظفریاب نے ایسا تو نہ چاہا تھا۔ اُس کا تو اجالا کو بھی رکھنے کا ارادہ تھا اور اولاد کو Base بنا کر شادی کرنی تھی۔ جب حشمت آراء کو ظفریاب نے بتایا کہ اجالا کو کسی نے اغواء کرلیا ہے تو حشمت آراء نے اتنا اثر لیا کہ اُن کو دل کا دورہ پڑ گیا اور وہ جانبر نہ ہوسکیں۔ ظفریاب کو اجالا سے جدائی کا اتنا ملال تھا نہ دکھ..... مگر ماں کی جدائی اور اچانک موت نے اُن کو بالکل توڑ کر رکھ دیا ایسے وقت میں الفت آراء نے اُن کا بہت ساتھ دیا۔ سطوت آراء کا بھی انتقال ہو چکا تھا الفت بھی شوہر سے طلاق لے کر آ گئی تھی۔ اُدھر الفت اکیلی تھی اِدھر ظفریاب اور دونوں کے اندر برسوں پرانی محبت کے جراثیم بھی موجود تھے۔ حشمت آراء کے چہلم کے بعد ظفریاب نے الفت آراء سے نکاح کرلیا۔ شادی کے تھوڑے عرصے بعد ہی الفت آراء نے خوشخبری بھی سنادی ظفریاب بہت خوش تھے۔ اُلفت آراء کو پورے نو ماہ ظفریاب نے ہاتھوں ہاتھ رکھا کہ وہ وارث پیدا کرنے جارہی ہے۔ آنے والا بچہ خاندانی تھا دونوں جانب سے ایک ہی خون تھا۔ الفت کی ڈلیوری کا وقت قریب آیا تو ظفریاب اس کو دیکھ کر بے چین ہوگئے۔ الفت کی تکلیف پر وہ تڑپ جاتے۔ الفت آپریشن تھیٹر میں تھی اور باہر ظفریاب مضطرب اور بے قرار ٹہل رہے تھے۔ الفت کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ ڈاکٹرز پریشان تھے۔

''ڈاکٹر پلیز آپ الفت کو بچانے کی کوشش کریں مجھے اُن کی زندگی عزیز ہے۔'' ظفریاب تڑپ کر ڈاکٹر کے قریب آئے تھے۔

''دعا کریں جناب!'' ڈاکٹر کہہ کر دوبارہ اندر جا چکی تھیں۔ ظفریاب کی دعائیں قبولیت کا درجہ نا پا سکیں۔ اُن کے نصیب میں اس وقت نہ اولاد تھی نہ ہی آگے الفت کا ساتھ..... جب ڈاکٹر نے آ کر یہ روح فرسا خبر سنائی کہ.....

''سوری مسٹر ظفریاب ہم نے اپنی سی ساری کوششیں کرلی لیکن..... اللہ کو یہی منظور تھا آپ کا بیٹا اور آپ کی وائف دونوں ہی.....''

''نہیں..... نہیں ڈاکٹر ایسا مت کہیں ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔ ابھی تو الفت میری زندگی میں آئی..... یوں..... ایک بار پھر..... پھر مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔ مجھے بار بار کیوں چھوڑ جاتی ہے؟ کیوں مجھے..... آزماتی ہے..... کیوں..... کیوں.....'' ظفریاب دونوں مٹھیوں میں اپنے بال جکڑتے ہوئے ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتے چلے گئے۔

ہوش آیا تو سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔ ایک بار پھر وہ خالی ہاتھ اور خالی دامن رہ گئے تھے۔ فرقان احمد بھی آئے ہوئے تھے دکھ میں فرقان احمد کے کاندھے پر سر رکھ کر بے تحاشا آنسو بہا ڈالے۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ فرقان؟ ابھی تو الفت کو جی بھر کر دیکھا بھی نہیں تھا میں نے..... ابھی تو ہم نے زندگی شروع کی تھی۔ ہمیں تو ساتھ ساتھ مل کر بہت دور تلک جانا تھا۔ اتنے بڑے سے گھر میں ہمیں اپنے بچوں کو لے کر ڈھیر ساری خوشیاں منانی تھیں۔ سب کچھ..... سب کچھ ختم ہوگیا۔ سب کچھ ختم ہوگیا۔'' ظفریاب بچوں کی طرح بلک رہے تھے ایک بار پھر وہ ٹوٹ گئے۔ اس بار بھی الفت نے اُن کو بیزار کر دیا تھا۔ زندگی سے بیزار..... نوکر ظفریاب کا حال دیکھ کر روتے رہتے۔ فرقان احمد کو واپس چلے جانا تھا وہ کچھ دنوں کے لیے آئے تھے مگر ظفریاب کی حالت دیکھتے ہوئے وہ زیادہ دن پاکستان میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رُک گئے تقریباً 2 ماہ بعد ظفریاب کچھ سنبھلے اور پھر سے کاروبار میں اور زندگی میں کچھ دلچسپی لینا شروع کی۔ دن ماہ و سال گزرتے رہے گزشتہ اٹھارہ انیس سال میں ظفریاب نے الفت کے بعد ایک نکاح اور کیا وہ آفس میں کام کرنے والی زویا تھی جس کی باتوں میں آ کر ظفریاب نے اس سے نکاح کرلیا وہ ایک غریب فیملی کی لڑکی تھی خوب صورت کم عمر تھی' جاذب نظر اور دلکش جو دیکھتا تو دوسری بار نظر اُٹھا کر ضرور دیکھتا، نہ جانے اُس نے ظفریاب کو کیا پٹیاں پڑھائیں کہ ظفریاب نے اس سے شادی کرلی اور وہ چھوٹے سے گھر کی غریب لڑکی جب اتنے بڑے گھر میں آئی۔ نوکر چاکر' گاڑی' روپیہ پیسہ دیکھا تو اس کے تو بچھن ہی بدل گئے وہ آزاد ہوگئی بے ہودہ کپڑے پہننا' دوستوں کو جمع کرنا' پکنک پارٹیاں کرنا اس کا مشغلہ تھا۔ اُسے ظفریاب کے پیسوں سے پیار تھا ظفریاب سے کوئی دلچسپی نہ تھی وہ دونوں ہاتھوں سے پیسہ لٹانے لگی۔ شادی کے چار پانچ ماہ میں اس نے بے حساب پیسہ اڑا دیا۔ ظفریاب اُسے کچھ نہ کہتے اتنا پیسہ تھا سب کچھ اسی کا تھا اور تھا ہی کون بس اُس کو انتظار تھا کہ اللہ پاک اولاد دے دے۔ اس روز ظفریاب شام کو گھر آئے اتفاق سے زویا گھر پر ملی ورنہ وہ تو کہیں نہ کہیں گئی ہوئی ہوتی۔ ماسی نے بتایا کہ بی بی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ ہاسپٹل سے ہوکر آئی ہیں۔''

''ارے کیا ہوا؟ خیریت ہے ناں..... کہاں گئی تھیں؟ مجھے کال کردیتیں میں آجاتا.....'' ظفریاب پریشان ہوگئے اور کمرے میں آ کر زویا کو دیکھ کر بے شمار سوالات کر ڈالے..... زویا برا سامنہ بنا کر لیٹی ہوئی تھی۔

''بخار ہے کیا؟'' ظفریاب نے آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تو اُس نے بری طرح سے ہاتھ جھٹک دیا۔

''کیا ہوا ہے؟'' ظفریاب نے اس کی حرکت پر حیرانی سے اُسے دیکھ کر پوچھا۔

''ہونا کیا ہے؟ میں..... میں..... ماں بننے والی ہوں۔'' انتہائی بدتمیزی سے جواب دیا لہجے میں بیزاری نمایاں تھی۔

''ارے واہ..... گڈ..... بہت اچھی خبر ہے یہ تو..... اس میں غصے والی کون سی بات ہے؟'' ظفریاب کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا انہوں نے خوشی سے سرشار لہجے میں کہا۔

''ظفریاب آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے ناں؟ یہاں میری جان پر بن گئی اور آپ کو اتنی خوشی ہورہی ہے۔''

''کیا کہہ رہی ہو زویا؟ یہ تو بہت خوشی کی بات ہے اللہ پاک نے ہمیں یہ خوشخبری دی ہے اور تمہیں جان پر کیوں بن رہی ہے۔ ایسا تو ہونا ہی تھا۔''

''چپ کریں ظفریاب! میں یہاں آپ کے بچے پیدا کرنے نہیں آئی ہوں..... میں یہاں اچھی زندگی گزارنے آئی ہوں..... اپنی مرضی کی زندگی..... ایسی زندگی جس کو میں ترستی تھی..... بچے پیدا کرنے تھے تو آپ کسی عورت سے شادی کرلیتے..... ابھی میری عمر ہی کیا ہے؟ ساری زندگی پڑی ہے ان کاموں کے لیے..... ابھی مجھے صرف زندگی انجوائے کرنی ہے اتنی جلدی..... اتنی جلدی میں یہ فضول بکھیڑوں میں نہیں پڑنے والی میں تو آج ہی اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرلیتی مگر ڈاکٹر نے کل بلوایا ہے اس لیے کل صبح جاکر میں یہ جھنجٹ ختم کروا رہی ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

زویا کی بات پر ظفریاب نے آنکھیں پھاڑ کر اس کو دیکھا۔

کیسی فضول باتیں کر رہی تھی وہ..... اتنی چھوٹی اور نیچ سوچ تھی اُس کی..... وہ ایک نعمت کو 'مصیبت' کہہ رہی تھی۔

''زویا تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے تم یہ کیا کہہ رہی ہو۔ اللہ کی نعمت سے منہ پھیرنا اور ایک جیتی جاگتی زندگی کو اپنے ہاتھوں سے ختم کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ تمہیں کچھ اندازہ ہے۔ میں تمہیں کسی صورت اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا اپنے سامنے تمہیں اس قتل کی اجازت نہیں دے سکتا جو بھی ہوا اللہ کی رضا سمجھ کر شکر ادا کرو اور اپنے ذہن سے یہ فضول بات نکال کر اپنا خیال رکھو۔ آئی سمجھ.....؟''

''مسٹر ظفریاب! میں آپ سے اجازت نہیں لے رہی ہوں آپ کو اپنا فیصلہ سنا رہی ہوں۔'' زویا تیزی سے اٹھی بدتمیزی سے کہتی ہوئی کمرے سے نکل آئی۔ ظفریاب منہ پھاڑے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھتے رہ گئے۔

ظفریاب نے صبح آفس جاتے جاتے ایک بار پھر اُسے پیار سے سمجھایا وہ چپ چاپ رہی کوئی جواب نہ دیا ظفریاب آفس چلے گئے اُن کے خیال میں زویا کا جواب نہ دینا اس بات کی دلیل تھی کہ اس کی سمجھ میں اُن کی بات آ گئی ہے اور وہ ایسا کوئی قدم نہیں اٹھائے گی۔

لیکن یہ ظفریاب کی محض خام خیالی تھی کیونکہ وہ تو دل میں تہیہ کر کے بیٹھی تھی اور ہر حال میں پورا کرنا چاہتی تھی۔ اس روز ظفریاب نے آفس سے اُسے کال بھی کی مگر زویا نے کال ریسیو نہیں کی نہ میسجز کا جواب دیا۔ دوپہر کو ظفریاب گھر آ گئے یہی سوچ کر کہ جا کر زویا کو منا لیں گے اس کو لے کر باہر چلے جائیں گے گھما پھرا کر اس کو شاپنگ کروا کر اس کا موڈ ٹھیک کر دیں گے۔ وہ چھوٹی بھی ہے پریشان ہو رہی ہوگی۔ دل میں سوچتے ہوئے وہ گھر آئے گھر آ کر پتہ چلا کہ زویا ہاسپٹل گئی ہوئی ہے۔ وہ بھی ہاسپٹل پہنچے وہاں جا کر پتہ چلا کہ زویا نے ظفریاب کی مرضی کے خلاف جا کر اپنی مرضی اور خواہش سے اپنا ابارشن کروا لیا ہے۔

''یہ..... یہ تم نے کیا کیا زویا..... میں نے منع بھی کیا تھا؟ تم ضدی ہی نہیں ظالم اور قاتل ہو..... میری اجازت کے بنا اتنا بڑا قدم اٹھا لیا..... میں تم کو کبھی معاف نہیں کروں گا؟ تم نے بہت غلط کیا ہے زویا..... بہت غلط..... میرے ساتھ بھی ظلم کیا اور..... اور..... ایک معصوم کے ساتھ بھی۔'' ظفریاب غصے سے پاگل ہو کر پہلی بار اتنی زور سے چلائے تھے۔

''آہستہ بولیں ظفریاب یہ آپ کا بیڈ روم نہیں ہے اور نہ میں آپ کی زرخرید ہوں۔ اپنی مرضی کی مالک ہوں۔ جو چاہوں گی کروں گی..... مجھے بچے پسند نہیں تو نہیں..... نہ ابھی اور نہ آئندہ کبھی..... آپ کو بچے ہی پیدا کروانے ہیں تو مجھے طلاق دے کر کسی عورت سے شادی کر لیں' آزاد کر دیں مجھے ان پابندیوں سے مجھے میرے مہر کی رقم دے کر فارغ کر دیں۔''

''اُف خدایا! ظفریاب نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ زویا نے کیسی چال چلی تھی اس لیے مہر میں اتنی بڑی رقم کی ڈیمانڈ کی تھی۔ ظفریاب کا سر گھوم گیا۔ تقدیر اُن کے ساتھ یہ کیسے مذاق کر رہی تھی۔ زویا بھی اُن کی زندگی سے نکل گئی۔ ایک بار پھر تنہائی اُن کا مقدر بن گئی۔

دن پر دن گزرتے چلے گئے۔ اب ان تنہائیوں کے عادی ہو چکے تھے ولایت صاحب

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھی چھوڑ کر چلے گئے۔ اُن کی موت پر بھی ظفریاب بری طرح بکھر گئے تھے وہ اُن کے لیے باپ کی طرح تھے۔ پرانے نوکر تھے بڑا سا گھر...... جس میں ہر وقت ویرانی اور اُداسی کا ڈیرہ رہتا۔ مسلسل عذابِ تنہائی نے ظفریاب کی صحت پر بھی بری طرح اثر ڈالا تھا۔ وہ کمزور ہوگئے تھے۔ اندر سے ٹوٹ چکے تھے۔ خوشیوں نے اُن سے منہ موڑ لیا تھا۔ لاکھوں کی جائیداد، بڑا سا گھر بینک بیلنس اور آسائشات وہ سب بے معنی ہوکر رہ گئے تھے کبھی کبھی اُن کا دل چاہتا کہ وہ غریب ہوجائیں مگر اُن کی زندگی میں سکون آجائے۔ اُن کی بے چینیوں کو چین مل جائے اُن کی بے قراریوں کو قرار نصیب ہوجائے۔ گھر میں ہوتے تو پاگلوں کی طرح ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں چکر لگاتے رہتے۔ دردِ دل حد سے سوا ہوجاتا تو گاڑی لے کر سڑکوں پر نکل آتے۔

نہ جانے کیوں برسہا برس بعد دل میں اجالا کا خیال آیا تو آتا ہی چلا گیا۔ اضطرابی کیفیت طاری ہوگئی وہ اُٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگے اجالا...... جو سب سے منفرد تھی...... معصوم اور سیدھی سادی ظفریاب کے اشاروں کی منتظر...... کبھی اپنی مرضی نہ چلائی...... کبھی غصہ...... ضد اور بحث نہ کی...... کتنی الگ تھی وہ...... صرف اور صرف تحفظ مانگا تھا...... چاردیواری اور عزت کی طالب تھی وہ...... محبت کی بھوکی...... بے ضرر اور معصوم...... خدمت گزار ادب کرنے والی رشتوں کا تقدس کرنے والی...... شام کے سائے دھیرے دھیرے پھیل رہے تھے اجالا کا خیال آیا تو ظفریاب کا دل بوجھل ہوگیا۔ عجیب سی بے قراری نے آن گھیرا...... دل تھا کہ بیٹھا جارہا تھا...... خود پر کنٹرول پانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہونے لگا......

''آج...... آج برسہا برس بعد ایک بار پھر اُن کے قدم انہی راہوں کی طرف اُٹھ گئے۔ نہ جانے کون سی تڑپ تھی۔ کیا جستجو تھی جو انہیں یہاں کھینچ لائی تھی۔ برسوں پہلے وہ اس دہلیز سے یہ سوچ کر نکلے تھے کہ کبھی یہاں نہیں آئیں گے مگر...... ایک بار پھر وہ...... اُن تماش بینوں کے درمیان بیٹھے تھے۔ جہاں بیٹھ کر اُن کو اجالا کا دیدار نصیب ہوتا تھا۔ مگر آج...... کتنی سونی محفل تھی سب کچھ اسی طرح تھا۔ ستارہ بائی نے بڑی طنزیہ اور جاندار مسکراہٹ سے ان کا استقبال کیا منہ سے کچھ نہ بولی تھیں۔ ظفریاب نے نگاہیں جھکا لیں......

دل چاہا کہ ستارہ بائی سے پوچھیں اجالا کے بارے میں معلوم کریں مگر...... وہ کہہ نہ سکے۔ دل تھا کہ کسی صورت سنبھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ کچھ دیر میں ہی اُن کو اکتاہٹ ہونے لگی۔ قبل اس کے کہ وہ اٹھتے اور باہر کی سمت نکلتے' اُن کی سماعتوں میں مانوس آواز ابھری۔ قدم زمین نے جکڑ لیے، سامنے نظر اٹھی...... آنکھیں خوفناک حد تک پھیل گئیں......

ہو بہو اجالا...... اجالا کی تصویر سامنے کھڑی تھی برسہا برس پہلے کا منظر ان کی نگاہوں میں گھوم گیا۔

اجالا...... بھی اسی جگہ...... یہیں پر کھڑی تھی۔

آج...... آج...... اسی جگہ...... اجالا کی کاپی......

وہی نین نقش...... وہی جسامت...... وہی انداز...... وہی دلکشی اور معصومیت......

''یہ...... یہ کون ہے؟'' وہ پاگلوں کی طرح لڑکی کی سمت بڑھے......

''یہ...... یہ روشنی ہے صاحب! اجالا کی روشنی......'' مانوس میٹھی آواز کانوں سے ٹکرائی تو ظفریاب نے آواز کی جانب نگاہیں اٹھائیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ..... تمہاری..... مطلب.....؟''
ظفریاب کی کیفیت پاگلوں جیسی ہورہی تھی بے ربط جملے ادا ہورہے تھے۔

''ہاہاہا..... جناب ظفریاب صاحب یہ..... یہ..... ایک نواب صاحب کی بیٹی ہے اور اس کی ماں مطلب اس ناچیز نے ایک بار ہی شادی کی تھی کہیے بات کچھ شریفانہ دماغ میں آئی کہ نہیں۔'' اجالا نے زہر خند لہجے میں کہا ظفریاب آنکھیں پھاڑے کبھی اجالا کو اور کبھی روشنی کو دیکھ رہے تھے۔

''آپ کیا سمجھتے ہیں ظفریاب صاحب..... یہ معاشرہ آپ جیسے شریف لوگوں نے ہی بنایا ہے۔ یہاں کے اصول وضوابط' طور طریقے..... یہاں پر صرف مرد ہی شطرنج کھیل سکتے ہیں چالیں چلنے کا ہنر ہم جیسی خواتین کو بھی آتا ہے..... جو آپ جیسے مردوں کی عنایات ہمیں سکھاتی ہے۔ عورت کی کمزوری پر آپ لوگ نظر رکھتے ہیں مگر شاید یہ نہیں جانتے کہ کمزور ناتواں اور معصوم عورت جب انتقام لینے پر آتی ہے ناں تو..... زہریلی ناگن بن جاتی ہے..... بڑے بڑے شرفاؤں کے چھکے چھڑا دیتی ہے..... اور یہ قدرت کا انتقام ہی تو ہے کہ وہ غلیظ عورت' گندے ماحول کی رہنے والی گندے خون والی عورت جس سے آپ اپنا بچہ پیدا کروانا توہین سمجھتے تھے آج..... وہی عورت آپ کی بیٹی کی ماں بنی آپ کے سامنے کھڑی ہے اور آپ..... آج..... بھی ناشاد ہیں۔ گو کہ میں نے شاید یہ غلط کیا کہ واپس یہاں آئی اور اپنی بچی یہاں پر جنم دی لیکن..... مجھے آپ کو سبق سکھانا تھا..... آپ جیسے بے شمار مردوں کو..... آپ آج بھی اکیلے ہیں ظفریاب صاحب..... اب آپ مجھے جواب دیں کہ آپ کو اپنی بیٹی کو..... اپنے شریف خاندان کے شریف خون کو اس ماحول میں..... گندے اور غلاظت کے ڈھیر میں دیکھ کر کیسا محسوس ہورہا ہے؟ ہم جیسے لوگ بھی اسی معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں۔ کبھی ہمارے اندر جھانک کر کیوں نہیں دیکھا جاتا..... ہمارے جسموں سے ہی پیار کیوں کیا جاتا ہے؟ ہمارے حسن پر بھی کیوں پیسے لٹائے جاتے ہیں۔ کبھی یہ کیوں نہیں سوچتے کہ کوئی کبھی جان بوجھ کر گندگی کا انتخاب نہیں کرتا..... کسی کا دل نہیں چاہتا کہ وہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں اپنی زندگی گزارے..... ریت' رسم و رواج بناتے وقت آپ لوگ اس بات کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ ہم یہاں پر اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوتے..... ہمیں بیچا جاتا ہے..... ہمیں اغوا کیا جاتا ہے..... ہماری مجبوریوں کو..... ہماری بے بسی کو ڈھال بنایا جاتا ہے..... میں تو آپ کی نظر میں گندا خون تھی..... غلیظ تھی مگر..... مگر..... یہ..... روشنی تو آپ کا اپنا خون ہے ناں کیا آپ اس کی رگوں میں دوڑنے والے اپنے خاندانی اور شریف خون کو کوئی تحفظ..... کوئی رشتہ..... کوئی نام دے سکتے ہیں..... یا..... اس کو بھی اسی گندے ماحول میں چھوڑ دیں گے۔

ظفریاب خان صاحب آپ جیسے ہزاروں مرد صرف اور صرف اپنے عیش کے لیے..... اپنی تسکین کے لیے ہم جیسی معصوم عورتوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ اُن کے جذبات کی توہین کرتے ہیں' انہیں وہ مقام' وہ تحفظ' وہ رشتہ نہیں دیتے جن کی خواہش ان کو بھی ہوتی ہے۔ اب بتائیں کہ روشنی کو بھی کسی ظفریاب جیسے امیر آدمی کے لیے چھوڑنا گوارا کریں گے جو آپ کے..... آپ کے شریف خون کو گندی اور غلیظ گالی دے..... میں نے شاید غلط کیا..... ایک ماں

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوکر..... میرا قدم شاید غلط ہو لیکن..... روشنی کی پرورش یہاں کرنے کا مقصد آپ کی آنکھیں کھولنا تھا..... جب آپ جیسے مردوں کی بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ ایسا کچھ ہوگا تب آپ لوگوں کو احساس ہوگا۔

ظفریاب جو پہلے ہی اس عجیب وغریب اور غیر یقینی صورتحال سے سراسیمہ تھے۔ اجالا کی باتوں نے ان کے ضمیر کو بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا..... اجالا کے منہ سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ نے ظفریاب کو ہلا کر رکھ دیا۔ وہ تو پہلے ہی احساسِ ندامت سے چور چور سرتاپا لرز رہے تھے۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ قدرت نے آج اُن کو کیسے مقام پر لا کھڑا کیا تھا۔

''جواب دیجیے سرکار..... آپ کے دائیں اور بائیں جو طوائفیں کھڑی ہیں ایک آپ کی بیوی ہے اور دوسری آپ کی بیٹی ہے..... جس کی رگوں میں آپ کا خون دوڑ رہا ہے۔ اس کا مستقبل کیا ہے؟ کیا اس کو تحفظ ملے گا؟''

''بس کرو اجالا..... خدا کے لیے چپ ہو جاؤ..... میں بہت نادم ہوں..... بہت شرمسار ہوں..... سچ تو یہ ہے کہ تم لوگوں کو اس مقام پر لانے والے ہم جیسے ہی مرد ہیں..... اگر ہم ہمت کر کے تم لوگوں کو تحفظ دیں تو نہ کوٹھے آباد ہوں گے نا گندگی کے ڈھیر لگیں گے.....''

''میں نام دوں گا..... اپنی بیٹی کو..... اس تمام زیادتیوں کی معافی مانگتا ہوں..... میں آج..... ہاتھ جوڑ کر..... تم لوگوں کو یہاں سے لے جاؤں گا..... ماضی میں جو غلطی کی ہے..... وہ وقت تو نہیں لوٹا سکتا..... لیکن..... لیکن اب ان غلطیوں کی تلافی ضرور کرنا چاہوں گا۔''

''اس بار آپ کیا قیمت ادا کریں گے سرکار؟ سودا بہت بڑا ہے کیونکہ اس میں شریف خون شامل ہے۔'' اجالا نے تلخی سے سوال کیا۔

''اس بار..... اس بار میں قیمت ادا کر کے اس پاک رشتے کی توہین نہیں کروں گا..... اس مقدس رشتے کو پامال نہیں کروں گا..... یہ رشتہ روپے پیسے اور خاندانی حیثیت سے تولہ جانے والا نہیں ہے اجالا..... مجھے معلوم ہے کہ اس وقت بھی تم لوگ میری باتوں کو دیوانے کی بڑ سمجھ رہے ہو گے..... آج..... میں اپنی سچائی کا یقین دلانے کے لیے اپنی جان دے سکتا ہوں..... اور میرے خون سے بڑھ کر اس رشتے کی پاکیزگی کی گواہی کیا ہوگی.....'' یہ کہہ کر ظفریاب نے جیب سے پستول نکالی اور اپنی کنپٹی پر رکھ لی۔ اس سے پہلے کہ ان کی انگلی ٹریگر پر اپنی گرفت سخت کرتی شیلا بائی تیزی سے آگے بڑھی اور بجلی کی سی پھرتی کے ساتھ ان کے ہاتھ کو زور سے دھکا دے دیا۔ پستول ہاتھ سے چھوٹ کر دو جا گری..... ظفریاب دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا کر سسکتے ہوئے زمین پر بیٹھتے چلے گئے کچھ دیر بعد ظفریاب اجالا اور روشنی کو دائیں بائیں اپنے بازوؤں کے حصار میں لے کر سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ آج اجالا کے چہرے پر پُرسکون مسکراہٹ تھی۔ روشنی کے لیے یہ سب کچھ نیا نیا اور انوکھا تھا۔

ظفریاب کے چہرے پر آج مدتوں بعد سکون دکھائی دے رہا تھا۔ بے چینی' بے قراری ختم ہو چکی تھی۔ آج وہ برسہا برس بعد خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہے تھے۔ اللہ پاک نے اُن کو ایک موقع فراہم کیا تھا نئی زندگی' نئے حوصلے اور امنگ کے ساتھ مطمئن انداز میں گاڑی کی سمت بڑھے آج سے نئی زندگی کی شروع کرنے جا رہے تھے۔

☆☆.....☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY